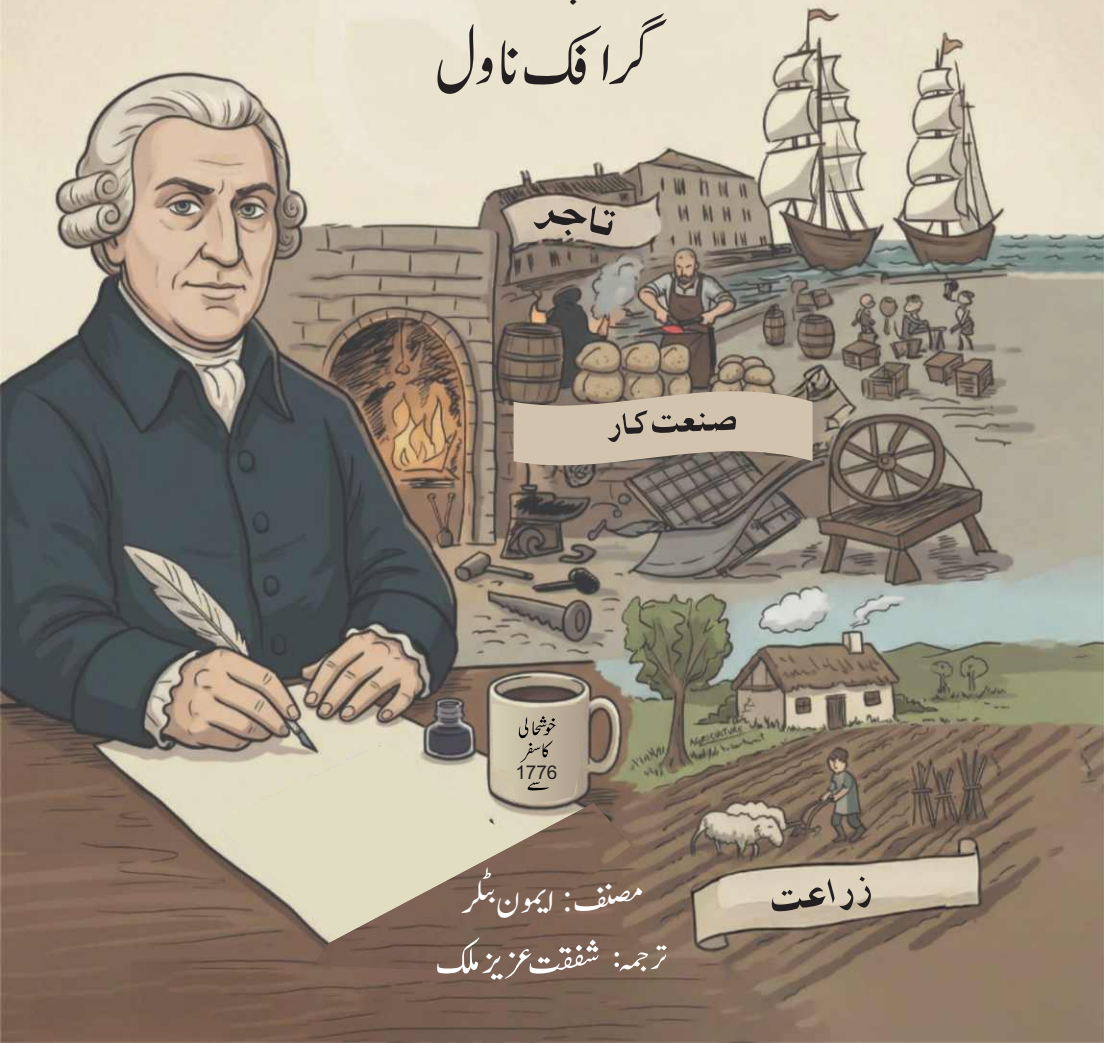
FreedomGate Prosperity

ایڈم سمتھ کی تصنیف

دولتِ اقوام

پر مبنی

گرافک ناول



مصنف: ایمون بٹلر

ترجمہ: شفقت عزیز ملک

ایڈم سمتھ کی تصنیف

دولتِ اقوام

پر مبنی

گرافک ناول

مصنف: ایمون بٹلر

خاکہ نگار: میکس رینگلے و پارٹنر



ترجمہ: شفقت عزیز ملک

دولتِ اقوام- گرافک ناول
اردو ایڈیشن
مصنف :ڈاکٹر ایمون بٹلر(Eamonn Butler)
اردو ترجمہ :شفقت عزیز ملک
ناشر اردو ایڈیشن
فریڈم گیٹ پراسپیریٹی(Freedom Gate Prosperity – FGP)
ہاؤس نمبر01،اسٹریٹ58،F-7/4،اسلام آباد، پاکستان
ویب سائٹ: www.fgp.org.pk
ای میل: info@fgp.org.pk
سالِ اشاعت : 2026
ISBN: 978-627-7991-12-8

حقوقِ اشاعت
First published by the Adam Smith Institute © 2026 Eamonn Butler.
اصل تصنیف کے حقوقِ اشاعت مصنف ایمون بٹلر کے پاس محفوظ ہیں۔
اس کتاب کے اردو ترجمے، دوبارہ اشاعت اور پاکستان میں تقسیم کے حقوق فریڈم گیٹ پراسپیریٹی (FGP)کو مصنف ایمون بٹلر کی جانب سے باقاعدہ Translation Rights Licence Agreement، مورخہ 14 مئی 2026 کے تحت حاصل ہیں۔
اردو ترجمہ© 2026 فریڈم گیٹ پراسپیریٹی(FGP)
جملہ حقوق محفوظ ہیں۔اس اشاعت کا کوئی حصہ متعلقہ حقوق کے حامل فریق کی پیشگی تحریری اجازت کے بغیر کسی بھی صورت یا ذریعے سے نقل، محفوظ، کسی بازیافتی نظام (retrieval system) میں شامل، یا منتقل نہیں کیا جا سکتا، خواہ وہ الیکٹرانک، میکانکی، فوٹو کاپی، ریکارڈنگ یا کسی اور ذریعے سے ہو۔

اصل اشاعت
اصل انگریزی کتاب:
Adam Smith's The Wealth of Nations—The Graphic Novel
مصنف: Eamonn Butler
گرافکس: Max Rangeley & Partners
اصل انگریزی ایڈیشن 2026 میں Adam Smith Institute نے Foundation for Economic Education کے اشتراک سے شائع کیا۔

اشاعت میں تعاون
اس اردو ایڈیشن کی اشاعت کے لیے اٹلس نیٹ ورک (Atlas Network) کا تعاون حاصل ہے۔

اعلانِ برات
اس اردو ایڈیشن میں پیش کیے گئے خیالات اور آرا مصنف کی تصنیف اور اصل کتاب کے مندرجات کی عکاسی کرتے ہیں۔اردو ترجمے اور اشاعت کا مقصد اصل کتاب کے علمی و معاشی تصورات کو اردو قارئین تک پہنچانا ہے۔
ترجمے، تدوین، طباعت یا اشاعتی عمل میں کسی غیر ارادی غلطی کی صورت میں اصل انگریزی متن کو بنیادی ماخذ تصور کیا جائے گا۔

مصنف کے بارے میں
ڈاکٹر ایمون بٹلر لندن میں قائم Adam Smith Institute کے شریک بانی ہیں۔وہ ماہرینِ معاشیات اور معاشی موضوعات پر متعدد تعارفی کتب کے مصنف ہیں، جن میں Adam Smith – A Primer اور The Condensed Wealth of Nations شامل ہیں۔
مصنف اس کتاب کی تیاری میں تعاون اور معاونت پر Adam Smith Institute میں اپنے رفقائے کار کے شکر گزار ہیں۔

پیش لفظ

میرے لیے اور فریڈم گیٹ پراسپیریٹی (FGP) کے لیے یہ امر باعثِ مسرت ہے کہ ہم پاکستان کے قارئین کے لئے (Eamonn Butler) ایمن بٹلر کی تصنیف جو (Adam Smith) ایڈم سمتھ کی کتاب (Wealth of Nations) ویلتھ آف نیشنز سے اخذ ایک گرافک ناول ہے، کا اردو ایڈیشن پیش کر رہے ہیں۔

اس اشاعت کی اہمیت 2026 میں مزید بڑھ جاتی ہے، کیونکہ اس سال ایڈم اسمتھ کی شہرۂ آفاق کتاب The Wealth of Nations کی 1776 میں اشاعت کے 250 سال مکمل ہو رہے ہیں۔ گزشتہ ڈھائی صدیوں کے دوران محنت کی تقسیم، رضا کارانہ لین دین، منڈی، انفرادی کاوش اور خوشحالی کی تخلیق سے متعلق اسمتھ کے خیالات نے دنیا بھر میں معاشی فکر پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ تاہم، اصل کتاب کی وسعت اور پیچیدگی کے باعث اس میں موجود بہت سے اہم خیالات نئے اور عام قارئین کے لیے بسا اوقات مشکل ہو جاتے ہیں۔

ڈاکٹر ایمن بٹلر نے ایڈم اسمتھ کے بنیادی خیالات کو ایک دلچسپ اور آسان فہم گرافک ناول کی صورت میں پیش کر کے ایک اہم علمی کاوش انجام دی ہے۔ معاشی فکر کو بصری انداز بیان کے ساتھ جوڑتے ہوئے یہ اشاعت طلبہ، نوجوانوں، کاروباری افراد، اساتذہ اور عام قارئین کو یہ موقع فراہم کرتی ہے کہ وہ ان بنیادی اصولوں کو سمجھ سکیں جو معاشی زندگی اور خوشحالی کی تشکیل پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

فریڈم گیٹ پراسپیریٹی اس یقین کے ساتھ کام کرتی ہے کہ علم اس وقت زیادہ مؤثر اثرات کا حامل ہوتا ہے جب لوگوں کو اسے ایسی زبان میں سمجھنے اور حاصل کرنے کا موقع ملے جسے وہ اپنی روزمرہ زندگی میں استعمال کرتے ہیں۔ زبان کو خیالات تک رسائی میں رکاوٹ نہیں بننا چاہیے۔ چنانچہ اس اشاعت کو اردو میں پیش کرنا FGP کے اس وسیع تر عزم کا حصہ ہے جس کا مقصد علم تک رسائی کو وسعت دینا، باخبر مکالمے کی حوصلہ افزائی کرنا اور پاکستان میں معاشی آزادی اور جامع خوشحالی کے تصور کو بہتر طور پر سمجھنے کے مواقع پیدا کرنا ہے۔

ہم ڈاکٹر ایمن بٹلر کے تہہ دل سے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے فریڈم گیٹ پراسپیریٹی کو اس کتاب کو اردو میں ترجمہ کرنے کی اجازت دی۔ ہم اس اشاعت کے تراجم اور اشاعت کے لیے تعاون فراہم کرنے پر Atlas Network کے بھی تہہ دل سے ممنون ہیں۔ اس شراکت داری نے FGP کو یہ اہم معاشی خیالات پاکستان کے کہیں زیادہ وسیع حلقۂ قارئین تک پہنچانے کے قابل بنایا ہے۔

میں بالخصوص فریڈم گیٹ پراسپیریٹی کے سٹریٹجک پالیسی ایڈوائزر شفقت عزیز ملک کی کاوش کو سراہنا چاہوں گا، جنہوں نے اس

کتاب کا اردو ترجمہ کیا۔ معاشی تصورات کا ترجمہ محض لسانی صلاحیت کا تقاضا نہیں کرتا بلکہ ان کے مفہوم، سیاق وسباق اور معنوی اہمیت کو سمجھنے کی حساسیت بھی ضروری ہے۔ ان کی کاوش نے ایڈم اسمتھ کے خیالات کو اردو بولنے اور پڑھنے والے قارئین کے لیے زیادہ قابلِ فہم اور قابلِ رسائی بنانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

FGP کے لیے یہ اقدام محض ایک کتاب کا ترجمہ نہیں، بلکہ خیالات اور انسانوں پر ایک سرمایہ کاری ہے۔ ہمیں امید ہے کہ بالخصوص پاکستان کے نوجوان اس اشاعت سے استفادہ کرتے ہوئے معاشی آزادی، کاروباری سرگرمی، انفرادی انتخاب، جدت، مواقع اور خوشحالی کے باہمی تعلق کو سمجھنے کی کوشش کریں گے۔

ایسے وقت میں جب پاکستان پائیدار اور جامع معاشی ترقی کی جانب نئے راستے تلاش کر رہا ہے، لوگوں کو معاشی نظریات پر سوال اٹھانے، انہیں سمجھنے، ان پر گفتگو کرنے اور ان کے ساتھ فکری طور پر جڑنے کی ترغیب دینا پہلے سے کہیں زیادہ اہم ہے۔

مجھے امید ہے کہ اردو کا یہ ایڈیشن قارئین میں تجسس اور سنجیدہ فکری مباحث کو فروغ دے گا اور انہیں اس امر پر غور کرنے کی ترغیب دے گا کہ اس کتاب میں پیش کیے گئے اصول پاکستان کے ایک زیادہ آزاد، جدت پسند، جامع اور خوشحال معاشرے کی جانب سفر سے کس طرح جڑے ہوئے ہیں۔

محمد انور
چیف ایگزیکٹو آفیسر
فریڈم گیٹ پراسپیریٹی (FGP)
اسلام آباد، پاکستان
2026

دولتِ اقوام: گرافک ناول

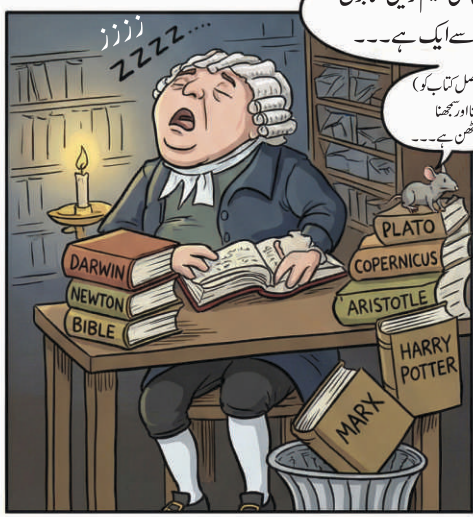
آخر یہ پرانی کتاب اس قدر اہم کیوں ہے؟؟







اس کتاب نے تخصیصِ کار (Specialization)، باہمی تجارت اور منڈیوں (Markets) کی اصل اہمیت کو واضح کیا۔ یہ دکھایا کہ یہ کیسے کام کرتی ہیں اور حکومتیں کس طرح ان کے کام میں دخل اندازی کر کے کباڑہ کرتی ہیں!



یہ تاریخ کی عظیم ترین کتابوں میں سے ایک ہے۔۔۔

اگرچہ (اصل کتاب کو) پڑھنا اور سمجھنا حد درجہ کٹھن ہے۔۔۔



تو پھر کیوں نہ ہم اس (گرافک ناول) کے ذریعے اس میں ایک نئی جان ڈال دیں!

آخر یہ ایڈم سمتھ نامی بندہ تھا کون؟



1723ء میں اسکاٹ لینڈ کی ایک ساحلی بندرگاہ پر پیدا ہوا۔۔۔



سکول میں ہمیشہ اول آیا، اور محض 21 سال کی عمر میں گلاسگو یونیورسٹی پہنچ گیا۔



وہ گلاسگو میں فلسفے کا پروفیسر بن گیا اور وہیں پڑھانے لگا۔۔۔



اس نے اخلاقیات پر کتاب لکھی اور پوری دنیا میں مشہور ہو گیا۔۔۔



پھر اس نے انسانی معیشت اور مالیاتی زندگی کے بارے میں سوچنا شروع کیا۔۔۔



اس نے اپنے خیالات کو کاغذ پر اتارا اور۔۔۔



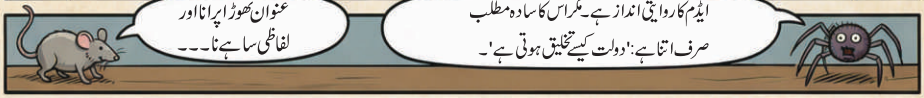
۔۔۔اور وہ عالمی سطح پر مشہور ہو گیا!

اور اس نے یہ کتاب لکھی کیوں تھی؟



بک 1

ان اسباب کا بیان جو محنت کی پیداواری صلاحیت کو بڑھاتے ہیں، اور وہ نظام جس کے تحت یہ پیدا کردہ دولت معاشرے کے مختلف طبقات (اجرت، منافع اور لگان) میں تقسیم ہوتی ہے۔





بس یہی نسخہ ہے، لڑکے! باہر کے کپڑے اور پنیر پر پابندی لگاؤ، غیر ملکی کاریگروں کو باہر رکھو! اپنے سامان کو سرکاری سبسڈی دو اور باہر سستا بیچو! اور یہ پکا کرو کہ وہ جو ہمارے نوآبادیاتی لوگ (امریکی کالونسٹ) ہیں، وہ صرف ہم ہی سے سامان خریدیں!




ظلِ الٰہی! میں بڑی عاجزی سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کسی ملک کی اصل دولت اس کے سونے کی تجوریوں میں نہیں ہوتی۔ بلکہ اس انسانی محنت اور کوشش میں ہوتی ہے جو اسے ہر اس چیز سے لیس کرتی ہے جسے وہ استعمال کرتا ہے— خواہ وہ اپنے ملک کی بنی ہو یا امپورٹ کی گئی ہو۔
معیشت کی گرتی شرحِ سود کی قسم! اس نے تو 'مجموعی ملکی پیداوار' یعنی جی ڈی پی کے تصور پر ہی مہر لگا دی!
اور یہ اس بات پر بھی منحصر ہے کہ آبادی کا کتنا حصہ کام پر لگا ہے، ان کا ہنر کیا ہے، اور ان کے پاس کام کرنے کے وسائل کیسے ہیں۔
یقیناً جن ممالک کی آبادی زیادہ ہے، وہ زیادہ مال بنا سکتے ہیں۔ مگر اصل اہمیت اس بات کی ہے کہ فی کس پیداوار کتنی ہے۔
لو جی! ابھی ہم صرف دوسرے صفحے پر ہیں اور اس نے 'پیداواری صلاحیت' کا کچا چٹھا کھول دیا! یہ تو بادشاہ کے شاہی مفلر سے بھی زیادہ کلاسک نکلے!
ارے باپ رے! اس بندے نے تو 'فی کس جی ڈی پی' کی لاجک ہی بدل دی!
۔۔۔اور اس کا مطلب ہے کہ ہم اتنا ہی زیادہ خرچ (SPEND) کر پائیں گے!
اب آئے گا ناپیسہ!
PRINNY'S PALACE
££££
مجھے اس لڑکے کے لچھن ٹھیک نہیں لگتے۔۔۔
کیا؟ ڈاکٹر سمتھ، یہ بات تو میرے اس پاگل ٹوپی والے (hatter) سے بھی زیادہ دیوانی ہے! کیا تم یہ چاہتے ہو کہ ہم اپنی تجارت کا پورا سرکاری کنٹرول ہی ختم کر دیں؟
جی ہاں، سرکار! اور پورا زور پیداوار کو آزاد کرنے پر لگائیں۔
ابا جان، مجھے اس بات میں وزن نظر آ رہا ہے۔ ہم جتنا زیادہ مال بنا پائیں گے، ہماری حالت اتنی ہی بہتر ہوتی جائے گی۔۔۔

2۔ آخر ہماری پیداوار کو کون سی چیز اس قدر۔۔۔ پیداواری بناتی ہے؟

ایڈم سمتھ اپنے طالب علم، نوجوان ڈیوک آف بکلوچ کو ایک سینٹری پیڈز اور پن بنانے والی فیکٹری کا دورہ کرواتے ہوئے۔۔۔

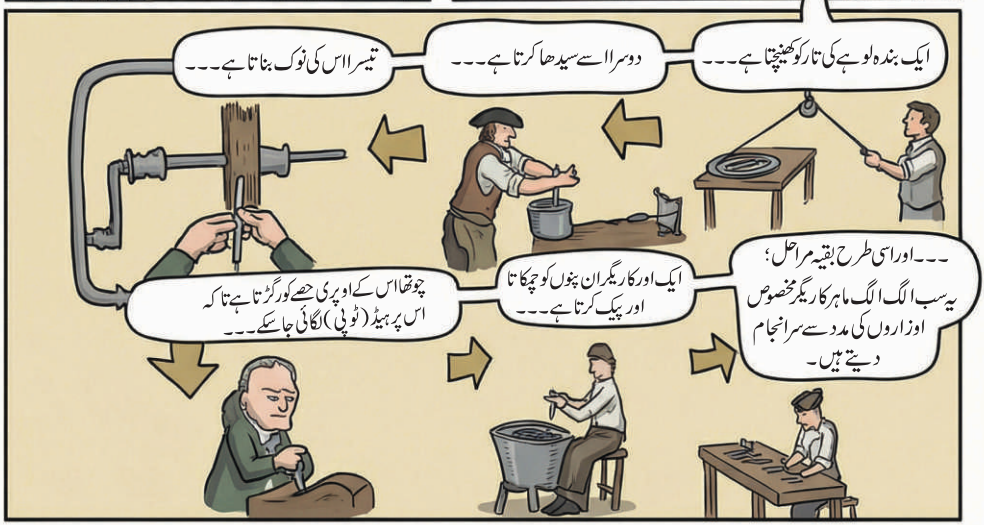












میں تو یہ کام سر کے بل کھڑا ہو کر بھی کر سکتا ہوں!

ایکمی پن پاشیر

۔۔۔وہ ان مخصوص اوزاروں کو زیادہ مہارت سے چلاتے ہیں، اور الگ الگ کاموں کے مابین بار بار رخ بدلنے میں ان کا وقت ضائع نہیں ہوتا۔

یہ نظام تو حد درجہ کارآمد دکھائی دیتا ہے!

بالکل ہے! جب ایک کاریگر ایک ہی کام بار بار دہراتا ہے، تو وہ اس کا ماہر بن جاتا ہے۔۔۔

۔۔۔مگر اس صنفِ کار (تقسیمِ محنت) کی بدولت، محض دس کاریگروں کی یہ چھوٹی سی فیکٹری روزانہ 48000 پن تیار کر لیتی ہے!

پن

تعداد 1000

پیٹن کے بہترین پن

اگر آپ یا میں اکیلے بنانا چاہیں، تو شاید پورے دن میں ایک پن بھی نہ بنا پائیں ۔۔۔

اور اگر ہمیں اس دھات کو زمین سے خود کھود کر نکالنا پڑے، تو سال بھر میں بھی نہیں بنے گی!

"محنت کی پیداواری صلاحیتوں میں ہونے والی سب سے بڑی پیش رفت، اور وہ ہنر، چابک دستی اور عقل و سمجھ جس کے تحت اسے دنیا میں کہیں بھی نافذ کیا جاتا ہے، وہ سب تقسیمِ محنت (صنفِ کار) کے مرہونِ منت دکھائی دیتے ہیں۔"

پیٹن فیکٹری کا اک تحفہ

تو اس کا مطلب ہے کہ تقسیمِ محنت مصنوعات کو سستا اور وافر مقدار میں دستیاب کر دیتی ہے؟

جی ہاں، عالی جاہ! اور اس کا سب سے زیادہ فائدہ معاشرے کے غریب ترین طبقے کو ہی پہنچتا ہے۔

کمال ہے!

مگر ان مخصوص اوزاروں کو خریدنے یا بنانے کے لیے آپ کو سرمائے (Capital) یعنی انویسٹمنٹ کی ضرورت ہوتی ہے۔

ایک ایسی حکومت کی ضرورت ہوتی ہے جو آپ کے کام میں ٹانگ نہ اڑائے۔

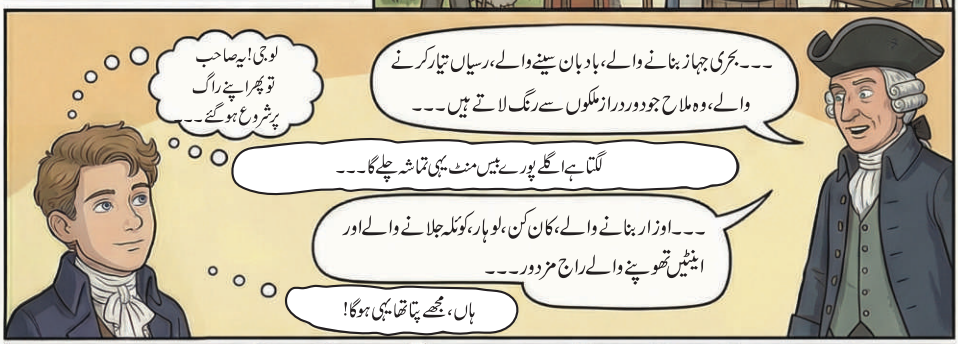
اور میں یہ نہیں کہوں گا کہ ان دونوں میں سے کون سی چیز اس ملک میں ڈھونڈنا سب سے زیادہ مشکل ہے۔۔۔

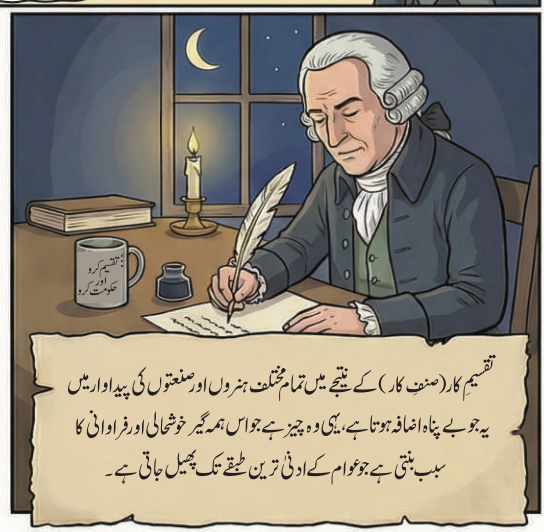
3۔تجارت یہ باہمی تعاون کا ایک بہترین عمل ہے!

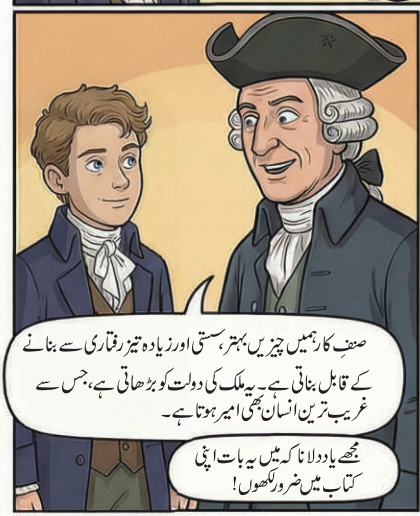














خصوصی نظم (قصیدہ)—

ایک سادہ اونی کمبل/جیکٹ کی تیاری کا قصیدہ

اے اونی جیکٹ! تو کتنی ہی کھردری اور سادہ کیوں نہ ہو،
جو ایک غریب مزدور کے وجود کو سردی سے بچاتی ہے،
تیری یہ تیاری کوئی معمولی یا آسان کام نہیں ہے،
بلکہ یہ اپنے اندر ان گنت جفاکشوں کی داستانِ محنت سموئے ہوئے ہے۔
وہ چرواہا جو اپنی بھیڑوں کی سچی حفاظت کرتا ہے،
وہ دھنائی کرنے والے، اون کو الگ کرنے اور صاف کرنے والے،
وہ رنگ ساز جو اپنے مٹکوں میں رنگوں کے جادو جگاتا ہے،
سوت کاتنے والے، کپڑا بُننے والے اور دھوبیوں کی پوری فوج—
ان سب کا ہنر، ان کا پسینہ اور ان کا دماغ ملتا ہے،
تب جا کر یہ سادہ سا لباس تیار ہوتا ہے۔
وہ موٹے تاجر اور مال برداروں کا پورا لشکر،
جو ایک ساحل سے دوسرے ساحل تک اس دھرتی پر خاک چھانتے ہیں،
وہ دور دور سے اس اون کا بوجھ اٹھا کر لاتے ہیں،
پہاڑوں، وادیوں اور بدترین موسموں کو چیرتے ہوئے۔
اور وہ بہادر ملاح، اپنے اونچے بحری جہازوں کے ساتھ،
رسّوں اور بادبانوں کو تھامے جو ہر پکار پر لبیک کہتے ہیں،
وہ دور دراز کے ساحلوں سے، جہاں نایاب پودے اگتے ہیں،
اس کپڑے کو دلکش رنگوں سے سنوارنے کا سامان لاتے ہیں۔
جہاز بنانے والے، بادبان سینے والے، یہ تمام جفاکش،
نہ جانے کتنی نادیدہ دنیاؤں سے یہ تحائف لے کر آتے ہیں!
اور ذرا ان اوزاروں کے بارے میں تو سوچو جنہیں یہ چلاتے ہیں،
چرواہے کے ہاتھ میں موجود وہ ایک معمولی سی قینچی!
وہ کوئی سادہ لوہے کی پتی نہیں ہے، بلکہ اسے بڑی مہارت سے بنایا گیا،
ان ہاتھوں کے ذریعے جو زمین کے تہوں کے اندر گہرا اترتے ہیں۔
کان کن چٹان کھودتا ہے، بھٹی لکڑی کے قوّے سے ابلتی ہے،
درخت گرتے ہیں اور پگھلی ہوئی دھات بہتی ہے۔
اینٹیں بنانے والے سانچے ڈھالتے ہیں، ہتھوڑے بجتے ہیں،
کارخانے کے معمار کا ہنر اور لوہار کی وہ ضرب—
یہ سب اور ان جیسے ان گنت ہاتھ اپنی محنت کو یکجا کرتے ہیں،
تب جا کر آغاز سے انجام تک یہ اوزار اپنی شکل پاتے ہیں۔
ہاں! یہ عام سی جیکٹ، جو اتنی کھردری اور معمولی دکھتی ہے،
اپنے اندر ایک پورے ہجوم کے پسینے کا قرض رکھتی ہے۔
کھڈی سے لے کر سمندر تک، اور کان سے لے کر مل تک،
ہزاروں ہاتھ مل کر اس کی کہانی کو مکمل کرتے ہیں۔
تو آؤ! ایک جام ان جفاکشوں کی عظمت اور طاقت کے نام کریں،
جو صبح سے رات تک ہمارے لباس کو اپنے ہنر سے تیار کرتے ہیں!




4۔تجارت سے حاصل ہونے والے باہمی فوائد
سمتھ نوجوان ڈیوک کو پورٹو بیلو کے عوامی بازار کا دورہ کرواتے ہوئے۔۔۔
مسٹر بن دی بیکر
پیٹن پر فیکٹ پن
چاپ شاپ
گارڈن شاپ
فروزن یو کرٹ
GLUTEN FREE
چلے آئیں صاحب! چلے آئیں! پورٹو بیلو کے سب سے تیکھے اور کلاسک پن، پیٹن کے بہترین پن! صرف ایک پیسے میں پورا پیکٹ!
میرے تندور کی گرما گرم تازہ روٹی کی خوشبو سونگھیں! صرف ایک پیسے میں ایک نان!
صرف دو پینیوں میں، محترم خاتون، آپ میرا یہ تازہ پکڑا ہوا خرگوش لے سکتی ہیں!
ہاں لیکن میری بنائی ہوئی ان بنوں سے تم کسی مغرور شہزادے کے پچھواڑے میں بھی چکنی لے سکتی ہو!
پن میکر
مجھے تین پیکٹ چاہیے تو سہی، مگر میرے پاس اتنے پیسے (پینیاں) نہیں ہیں۔۔۔
میں مفت میں تو پن نہیں بنا سکتا نا بی بی۔ مجھے اپنے ہنرمند کاریگروں کی اجرت دینی ہے اور ان مہنگے اوزاروں کا خرچ بھی نکالنا ہے!
میں ایک پیسے کا نان لوں گا۔
جی ہاں
میری (Mary)! ایک خرگوش مسٹر بن کے لیے الگ رکھ دو۔
جی ہاں
ایک پیسے کا ایک نان؟ یہ مہنگائی تو اب بالکل پاگل پن کی حد تک پہنچ چکی ہے!
میں تین پیکٹ لوں گی، مگر میں صرف دو پینیاں ہی دے سکتی ہوں۔ بولو، سودا منظور ہے یا میں جاؤں؟
واہ جی واہ! صرف دو پینیوں میں آج رات ہمارے ہاں خرگوش کے کڑاہی گوشت کا بندوبست ہو جائے گا۔۔۔
چلو بھئی ٹھیک ہے، یہ سودا مجھے بھی منظور ہے۔
زبردست! میری تو سستی چاندی ہو گئی!
"ہمیں ہمارا رات کا کھانا کسی قصائی، نان بائی یا حلوائی کی 'سخاوت یا ہمدردی' کی وجہ سے نہیں ملتا؛ بلکہ یہ ہمیں ان کی طرف سے اپنے ذاتی مفاد اور فائدے کے تحفظ کی کوشش کی بدولت حاصل ہوتا ہے۔"
تجارت
"یہ ہر سمجھدار اور عقلمند خاندان کا بنیادی اصول ہوتا ہے کہ وہ کوئی بھی ایسی چیز گھر پر بنانے کی ناکام کوشش کبھی نہ کرے، جسے بازار سے خریدنا گھر پر بنانے کے مقابلے میں زیادہ سستا پڑتا ہو۔"
تخصیص کار (Specialization) کی بدولت، بیتاجر اپنے گاہکوں کے مقابلے میں کہیں زیادہ بہتر اور سستی مصنوعات تیار کر لیتے ہیں، جو وہ گاہک کبھی خود اپنے لیے نہیں بنا سکتے تھے۔۔
۔۔۔اور اس باہمی تجارت کے ذریعے، وہ نادانستہ طور پر ایک دوسرے کے حالات کو بہتر بنا دیتے ہیں۔ ان کی ایسی کوئی نیت نہیں ہوتی، مگر ایسا ہو جاتا ہے۔

ایڈم سمتھ اپنے نوجوان شاگرد، ڈیوک آف بکلوچ کو لے کر لندن پہنچتے ہوئے۔۔۔

۵۔ مارکیٹ جتنی وسیع ہوگی، صنفِ کار کے ذریعے اتنی ہی زیادہ دولت تخلیق ہوگی

ایڈنبرا سے لندن کا سفر اب محض ۸ دنوں میں!

UBER

صاحب! آپ کا سامان اٹھالوں؟ صرف دو پینی فی میل کے حساب سے لوں گا۔

شکریہ، جناب! ہم لائل اسٹریٹ میں مس ایلیٹ کے ہاں قیام کریں گے۔

لندن جیسی بڑی مارکیٹوں میں، عالی جاہ! بہت سے ایسے پیشے اور روزگار بھی پائیدار بن جاتے ہیں جو چھوٹے علاقوں میں ممکن نہیں ہوتے۔ چنانچہ، صنفِ کار کے فوائد دگنے ہو جاتے ہیں۔

ظاہر ہے، اتنے بڑے شہر میں ہر قسم کے ماہرین (Specialists) کا ہونا لازمی ہے۔ جیسے ہمارے یہ اچھے قلی صاحب یہاں موجود ہیں۔۔۔

میں اس جگہ کو اچھے سے جانتا ہوں، سرکار! لیسٹر فیلڈز کے اوپر سے ہینٹ مارٹن کا یہ منظر حد درجہ دلکش ہے۔

مسٹر ڈیوڈ ہیوم (David Hume) اکثر یہیں قیام کرتے ہیں۔

جی ہاں! ہماری ان سے ملاقات طے ہے! اور پاس ہی رہنے والے ڈاکٹر بینجمن فرینکلن (Franklin Benjamin) سے بھی۔ یہ سفر تو حد درجہ سنسنی خیز اور پر جوش ہوتا جا رہا ہے!

شو میکر

باسکٹ میکر

کافی ہاؤس

میک ٹیڈش
بلڈر، کارپینٹر، گلیزیر
انڈر ٹیکر، ہولیرڈی وی سپرلینڈ کو

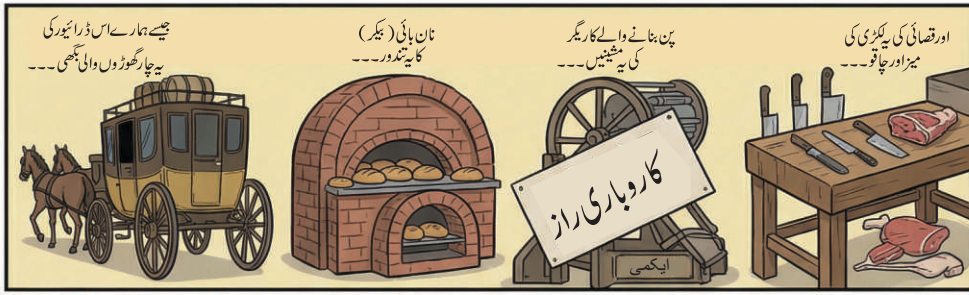
چھوٹا گاؤں

بالکل ایسا ہی ہے — جبکہ ایک چھوٹے سے گاؤں میں شاید ایک ہمہ وقتی بڑھئی (Carpenter) کے لیے بھی پورے مہینے کا کام فراہم کرنا ممکن نہیں ہوتا۔

مگر یاد رہے کہ پیداوار کا دارومدار صرف محنت پر نہیں ہوتا۔ اس کے لیے زمین (Land) اور سرمائے (Capital) کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ اور ان تمام عوامل کو ایک ساتھ مل کر کام کرنا پڑتا ہے۔

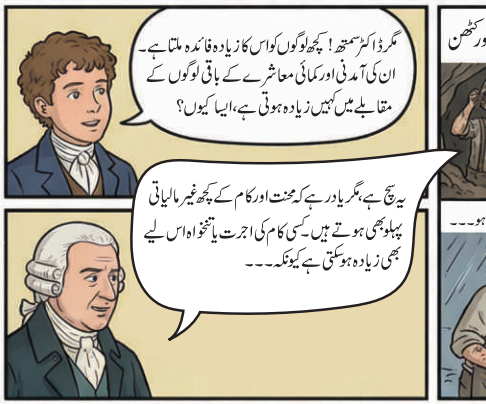
ڈاکٹر سمتھ! یہ سرمایہ (Capital) اصل میں ہوتا کیا ہے؟

وہ تمام اوزار، مشینیں اور اشیاء جنہیں انسان اپنی پیداوار کو زیادہ آسان، تیز رفتار اور بہتر بنانے کے لیے استعمال کرتا ہے۔۔۔


اور قصائی کی یہ لکڑی کی میز اور چاقو۔۔۔
پن بنانے والے کاریگر کی یہ مشینیں۔۔۔
کاروباری راز
ایکمی
نان بائی (بیکر) کا یہ تندور۔۔۔
جیسے ہمارے اس ڈرائیور کی یہ چار گھوڑوں والی بگھی۔۔۔


۔۔۔اور ہمارے اس قلی کی یہ سامان والی ریڑھی۔ یہ تمام جفاکش لوگ اپنی کمائی میں سے کچھ نہ کچھ رقم بچاتے ہیں، تاکہ وہ کام کرنے کے یہ اوزار اور اثاثے خرید سکیں۔۔۔


۔۔۔تاکہ یہ انہیں زیادہ مال، بہتر انداز میں اور تیز رفتاری سے پیدا کرنے کے قابل بنا سکیں؟
بالکل درست۔ اور اسی طرح ملک کی مجموعی خوشحالی اور معیشت کا حجم بڑھتا چلا جاتا ہے۔ ہم سب صنفِ کار اور اس آزادانہ تبادلے سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔


مگر ڈاکٹر سمتھ! کچھ لوگوں کو اس کا زیادہ فائدہ ملتا ہے۔ ان کی آمدنی اور کمائی معاشرے کے باقی لوگوں کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہوتی ہے، ایسا کیوں؟
یہ سچ ہے، مگر یاد رہے کہ محنت اور کام کے کچھ غیر مالیاتی پہلو بھی ہوتے ہیں۔ کسی کام کی اجرت یا تنخواہ اس لیے بھی زیادہ ہو سکتی ہے کیونکہ۔۔۔


یا اسے سیکھنے پر بہت زیادہ وقت اور اخراجات آئے ہوں۔۔۔
وہ کام حد درجہ گندا اور کٹھن
یا اس شعبے میں کامیابی حاصل کرنا حد درجہ مشکل کام ہو۔
یا وہ کام صرف مخصوص موسم سے جڑا ہو۔۔۔


یا پھر وہ کام حد درجہ پرخطر ہو
غارت ہو جائیں یہ موزے بننے والی نئی مشینیں اور فرمیز!
ہاتھ سے بنے ہوئے روایتی موزے
دکان کا پورا سامان برائے فروخت!


اور بدقسمتی سے معاشرے میں ایسی اجارہ داریاں اور انجمنیں بھی قائم ہو جاتی ہیں جو آزاد تجارت کو روکتی ہیں اور صرف اپنے ذاتی فائدے کے لیے کاریگروں کی اجرتوں کو مصنوعی طریقے سے بڑھا دیتی ہیں۔۔۔ مگر یہ ایک بالکل الگ کہانی ہے!


6 مگر سب سے پہلے، ہمیں 'قدر' (Value) یعنی قیمت کے نظریے پر بات کرنی ہوگی۔۔۔
DIY CASH
ECO-STUFF
CREAK-ONOMICS
PRICE THEORY
INTAXICATION
DEBT FOR DUMMIES
DOLLARS & NONSENS
ART OF THE DO
سمتھ کے دور میں عام طور پر لوگ یہی سمجھتے تھے کہ کسی بھی چیز کو قیمتی بنانے والا واحد عنصر وہ محنت ہے جو اسے تیار کرنے پر صرف کی گئی ہو۔ سمتھ نے خود بھی اپنی ابتدائی تحریروں میں اسی پر بات کی تھی۔۔۔
میں پچھلے چھ مہینوں سے اکیلا یہ گڑھا کھود رہا ہوں۔ اب تک تو اس کی قیمت ایک پورا خزانہ بن چکی ہوگی!
اسمتھ نے خود بھی اس بارے میں لکھا تھا۔۔۔
"اگر کسی شکاری قوم کے ہاں۔۔۔ایک اود بلاؤ کو مارنے پر دوسرے ہرن کے مقابلے میں دگنی محنت اور وقت صرف ہوتا ہو، تو قانونِ قدرت کے تحت بازار میں ایک اود بلاؤ کا تبادلہ دو ہرنوں کے برابر ہونا چاہیے۔"
خودکار ہرن پکڑنے والی مشین
۔۔۔اور یہ کہ جب فیکٹری کا سرمایہ (Capital) اور مشینیں اس مساوات میں شامل ہوتی ہیں، تو پوری لاجک بدل جاتی ہے۔۔۔
مگر جلد ہی سمتھ کو اندازہ ہو گیا تھا کہ محنت کے اس روایتی نظریے میں کچھ سنگین خامیاں اور الجھنیں موجود ہیں۔۔۔
ارے! میں ابھی مرا نہیں ہوں، سمجھے!
۔۔۔اور یہ کہ انسان اصل میں کسی چیز کی قدر اور افادیت میں اضافہ صرف بازار کے آزاد تبادلے کے ذریعے ہی کرتا ہے۔۔۔
اس (روٹی) کی قیمت اب بازار میں دگنی ہو چکی ہے!
اچھی خاصی کمائی ہے!
۔۔۔اور یہ تضاد آخر کیوں ہے کہ ہیرے جیسی بالکل فضول اور غیر ضروری چیز اتنی مہنگی ہے، جبکہ پانی جو زندگی کے لیے حد درجہ لازمی ہے، بالکل مفت یا سستا ہے؟
CARL MENGER
خدا ہی جانے! اب مستقبل کا کوئی نیا ماہرِ معیشت ہی آ کر اس پہیلی کو سلجھائے گا!

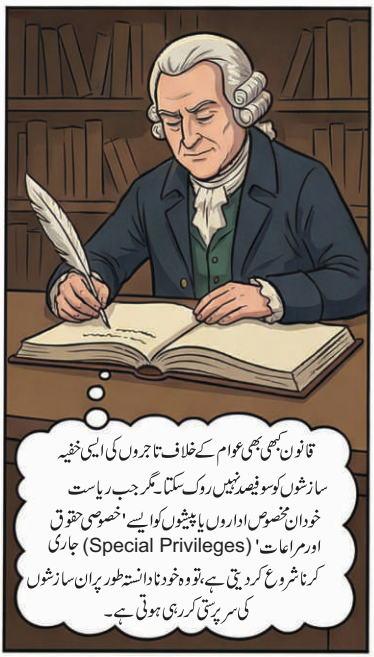
7۔ کس طرح لالچ اور اقربا پروری (Cronyism) آزاد منڈیوں کو برباد کر دیتے ہیں

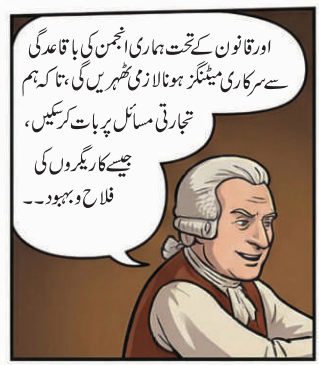



اس کا حل یہ ہے کہ ہم بادشاہ سلامت کے حضور ایک شاہی درخواست (Petition) دائر کریں گے کہ بازار میں چاقو اور برتن صرف وہی کاریگر بیچ سکیں جن کے پاس ہماری اس انجمن (Guild) کا جاری کردہ باقاعدہ لائسنس موجود ہو!
واہ! چاقو سازی پر ہماری انجمن کی مکمل اجارہ داری (Monopoly)۔ مجھے یہ آئیڈیا بہت پسند آیا!
اور ہم دنیا سے کہیں گے کہ ہم یہ سب صرف اس لیے کر رہے ہیں تاکہ عوام کو کوئی گھٹیا یا ناقص مال نہ بیچ سکے!
پرائس پلان


۔۔۔اور چاقو تو حد درجہ خطرناک چیز ہوتے ہیں! ہمیں کاریگروں کی حفاظت کا بھی تو سوچنا ہے نا۔ اس لیے ہم قانون بنوائیں گے کہ ہماری انجمن میں شامل ہونے سے پہلے ہر نئے بندے کے لیے سات سال کی شاگردی (Apprenticeship) کا عرصہ کاٹنا لازمی ہوگا!


اور وہ لائسنس صرف ہم ہی جاری کریں گے! ہاہاہا!
آؤ پارلیمنٹ کو بھی درخواست بھیجیں تاکہ صرف لائسنس یافتہ کاریگر ہی بازار میں دکان کھول سکیں۔
اور سب کو یہی پٹی پڑھائیں گے کہ یہ سب صرف 'عوامی تحفظ اور بھلائی' کے لیے ہو رہا ہے!


قانون کبھی بھی عوام کے خلاف تاجروں کی ایسی خفیہ سازشوں کو سو فیصد نہیں روک سکتا۔ مگر جب ریاست خود ان مخصوص اداروں یا پیشوں کو ایسے 'خصوصی حقوق اور مراعات' (Special Privileges) جاری کرنا شروع کر دیتی ہے، تو وہ خود نادانستہ طور پر ان سازشوں کی سرپرستی کر رہی ہوتی ہے۔


اور قانون کے تحت ہماری انجمن کی باقاعدگی سے سرکاری میٹنگز ہونا لازمی ٹھہریں گی، تاکہ ہم تجارتی مسائل پر بات کر سکیں، جیسے کاریگروں کی فلاح و بہبود۔۔


۔۔۔یا یہ کہ قیمتیں مزید کیسے بڑھانی ہیں، بلکہ یہ کہو! ہاہا!

سودا پکا! چلو بھائی،
اب اسی خوشی میں سب کے لیے
ایک ایک گلاس ٹھنڈا موہیتو ہو جائے!

۔۔۔اور قانون کے تحت انجمن کی اکثریت
کا فیصلہ بازار کے تمام کاریگروں اور قیمتوں پر
یکساں لاگو مانا جائے گا!

بعدازاں

اگر میں نے ان چاقوؤں کو مزید رگڑا یا باریک کیا، تو یہ چاقو نہیں رہیں گے بلکہ صرف عام سی سستی پن (Pins) بن جائیں گے!

ہم اور کر بھی کیا سکتے ہیں؟ بازار میں نئے چاقو اس قدر مہنگے ہو چکے ہیں کہ کوئی انہیں خریدتا ہی نہیں پا رہا۔

ہاں، اور اس کی سب سے بڑی وجہ وہ لالچی اور اجارہ دار تاجر ہیں

مگر دیکھنے میں تو وہ سب بڑے خوش مزاج، ہنس مکھ اور صرف تفریح کرنے والے معصوم لوگ دکھائی دیتے تھے۔۔۔

" کوئی بھی ایسا سرکاری قانون جو ایک ہی پیشے کے تمام تاجروں کو اس بات پر مجبور کرے کہ وہ اپنا نام اور پتہ ایک پبلک رجسٹر میں لازمی درج کروائیں، وہ نادانستہ طور پر انہیں ایسی سازشی میٹنگز کرنے کا آسان موقع فراہم کر دیتا ہے۔"

" کوئی بھی ایسا ضابطہ جو ایک ہی بزنس کے لوگوں کو اس بات کا اختیار دے کہ وہ اپنے غریبوں کی امداد کے نام پر خود پر کوئی مخصوص فنڈ یا ٹیکس لاگو کر سکیں، وہ ان کے لیے ایسی میٹنگز کرنا ناگزیر اور قانونی بنا دیتا ہے۔"

یہ بڑے کاروباری لوگ حکومت میں بیٹھے اپنے بااثر مہروں اور دلالوں (Cronies) کا استعمال صرف اس لیے کرتے ہیں تاکہ وہ انہیں بازار میں مخصوص مراعات دلوا سکیں اور نئے کمپیٹیشن کا راستہ روک سکیں۔۔۔

"تجارت یا کاروبار کے حوالے سے جب بھی کوئی نیا قانون یا سرکاری ضابطہ ان اجارہ دار تاجروں کی طرف سے تجویز کیا جائے، تو ریاست کو ہمیشہ اس بات کو حد درجہ احتیاط، باریک بینی اور گہرے شک وشبہ (Suspicious Attention) کے ساتھ پرکھنا چاہیے؛ اور اسے تب تک کبھی قبول نہیں کرنا چاہیے جب تک اس کا ہر زاویئے سے کڑا اور سخت ترین مشاہدہ نہ کر لیا جائے۔"



ہانس کرسچن اینڈرسن کے اسلوب میں — منڈی کے جادو اور انسانی نادانی کا ایک عبرت ناک قصہ

کرومیٹیکا' کی اس جادوئی اور خوبصورت سلطنت میں، جہاں فیروزی رنگ کے دریا بہتے تھے، ملکہ ایلارا کا طویل دورِ حکومت امن اور خوشیوں کا ایک دلکش شاہکار تھا۔ وہاں کے لوگ رنگ برنگی ٹوپیاں، لہراتے ہوئے خوبصورت لباس اور چمکدار جوتے پہنا کرتے تھے۔ بازار ہمیشہ ریشم اور مخمل کے رنگ برنگے تھانوں سے سجے رہتے تھے۔

مگر جیسے ہی ملکہ ایلارا کا انتقال ہوا، پوری سلطنت میں ایک گہرا سکوت چھا گیا۔ سال بھر کے سوگ کا سرکاری اعلان کر دیا گیا، اور لوگوں نے اپنی ملکہ کے احترام میں رنگ برنگے چمکدار لباس اتار کر گہرے کالے اور اداس رنگ کے کپڑے اوڑھ لیے۔ اب بازار میں دکانداروں کا وہ رنگ برنگا کپڑا چند پیسوں کے عوض بھی کوئی خریدنے کو تیار نہیں تھا۔ مارکیٹ میں اب صرف اور صرف کالے کپڑے کی مانگ تھی اور اسی کی منہ مانگی قیمتیں مل رہی تھیں۔

مگر فری ٹاؤن کے تاجر حد درجہ پھرتیلے اور ہوشیار تھے۔ انہوں نے رنگ سازوں (Dyers) کو بھاری رقم کی پیشکش کی کہ وہ ان کے رنگ برنگے کپڑوں کو رنگ کر کالا کر دیں، اور جلدی کام کرنے والوں کو دگنا معاوضہ دیا گیا۔ انہوں نے درزیوں (Tailors) کو بھی کالی عبائیں اور کوٹ سینے کے لیے تگڑی اجرتیں دیں۔

جیسے ہی بازار میں کالی رنگت کے اس اونچے منافع کی خبر پھیلی، نئے تاجروں کے قافلے فری ٹاؤن کی منڈیوں کی طرف امڈ پڑے۔ رنگ سازوں اور درزیوں نے عوام کی ہنگامی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے رات بھر موم بتیوں کے سائے میں کام کیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے، بازار میں کالے کپڑے کی اتنی وافر مقدار آ گئی کہ اس کی قیمت یکسر نیچے گر گئی، یہاں تک کہ غریب ترین دیہاتی بھی کالی شال خریدنے کے قابل ہو گیا۔ منڈی کے اس نادیدہ جادوگر (Invisible enchanter) نے کسی سرکاری حکم کے بغیر رنگوں، کپڑے اور کاریگروں کو خود بخود وہاں جمع کر دیا تھا جہاں عوام کو ان کی ضرورت تھی۔ اب فری ٹاؤن کا ایک ایک فرد اپنی ملکہ کے سوگ میں کالا لباس اوڑھے کھڑا تھا۔



پھر جب سوگ کا وہ سال ختم ہوا، تو نئے بادشاہ کی تاجپوشی کا جشن شروع ہوا۔ وہ کالا کپڑا، جس کی اب کسی کو ضرورت نہیں تھی، دکانوں کے کاؤنٹرز پر ڈھیر ہو کر رہ گیا۔ عوام اب سرخ رنگ کے کوٹ، فیروزی رنگ کے لباس اور سنہری ٹوپیوں کے لیے مچل رہے تھے، اور وہ برائٹ رنگوں کے لیے خوشی خوشی اونچی قیمتیں دینے کو تیار تھے۔ چنانچہ، فری ٹاؤن کے تاجر ایک بار پھر راتوں کو دیر تک کام میں جٹ گئے۔



رنگ سازوں نے چمکدار نئے پگمنٹس تیار کیے، درزیوں نے جھلملاتے ہوئے لباس بنے، اور کپڑے کی نئی دکانیں کھل گئیں۔ جلد ہی ہر دیہاتی، خواہ وہ امیر ہو یا غریب، نئے فیشن کے چمکدار لباس میں جشن منانے کے قابل ہو چکا تھا۔

منڈی نے دوبارا اپنا یہ جادو دکھایا تھا۔ اس نے رنگوں، کپڑے اور مزدوروں کو خود بخود وہاں منتقل کر دیا جہاں ان کی اصل قدر اور ضرورت تھی پہلے سوگ کے کالے رنگ کی طرف، اور پھر جشن کے چمکدار رنگوں کی طرف؛ یہ یقینی بناتے ہوئے کہ فری ٹاؤن کے لوگ، خواہ وہ غم میں ہوں یا خوشی میں، ہمیشہ ویسا ہی لباس پہنیں جیسا وہ چاہتے تھے۔

مگر پڑوس کی سلطنت باؤنڈبری '(Boundbury) کے لوگ اتنے خوش قسمت نہیں تھے۔ جب وہاں کالے کپڑے کی مانگ بڑھی، تو ان کی ٹاؤن کونسل نے



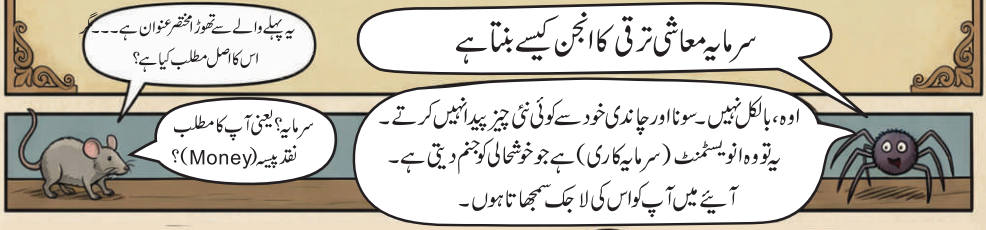
بیوروکریٹک آرڈر جاری کر دیا کہ کالے کپڑے کی قیمت کو سرکاری طور پر فکس اور سستا کر دیا جائے، تاکہ ہر کوئی اسے خرید سکے۔ اگلے ہی دن، جب باؤنڈبری کے دکانداروں کا موجودہ سٹاک ختم ہوا، تو انہوں نے نیا کالا کپڑا خریدنے اور سپلائی کرنے سے صاف انکار کر دیا، کیونکہ کونسل کی مقرر کردہ قیمت پر انہیں کوئی منافع ہی نہیں مل رہا تھا۔ اور چونکہ کونسل کا یہ بھی قانون تھا کہ شہر میں صرف وہی دکاندار کام کر سکتے ہیں جنہیں سرکاری گیلڈ کی منظوری حاصل ہو، اس لیے باہر سے بھی کوئی نیا تاجر مال لے کر نہ آ سکا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ وہاں کے شہریوں کو سوگ کے پورے عرصے میں گھروں کے اندر ہی قید رہنا پڑا، تاکہ وہ جشن کے پرانے رنگ برنگے کپڑے پہن کر رسوائی سے بچ سکیں۔ وہ پورے ایک سال بعد ہی باہر نکل پائے۔

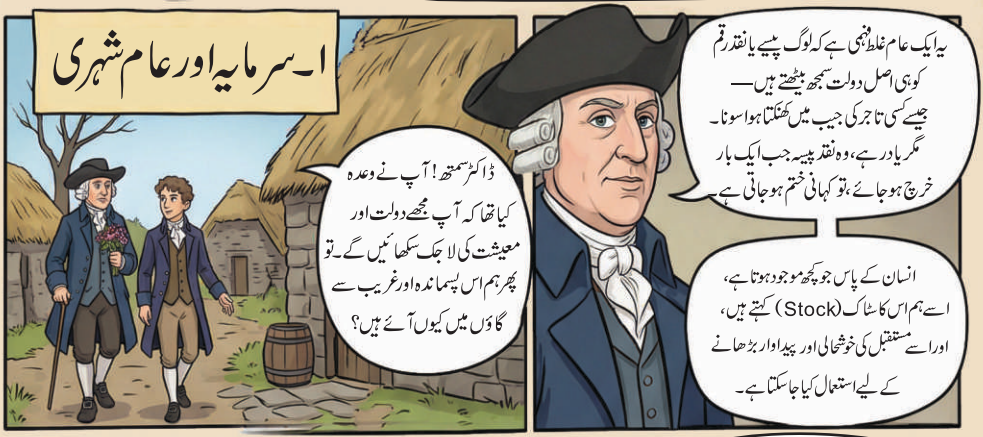
اور اس کہانی کا اخلاقی سبق صرف اتنا ہے: جیسا کہ ایڈم سمتھ نے کہا تھا، آزاد اور کھلی منڈیاں (Open and Free Markets) وسائل اور قدر کو وہاں بڑی تیزی اور کارآمد طریقے سے پہنچا دیتی ہیں جہاں ان کی ضرورت ہوتی ہے — مگر یہ آزاد نظام تاجروں کے لالچ اور حکومت کے سخت قوانین و ریگولیشنز کے ہتھوڑے تلے بڑی آسانی سے دم توڑ جاتا ہے۔

کتاب کا دوسرا حصہ

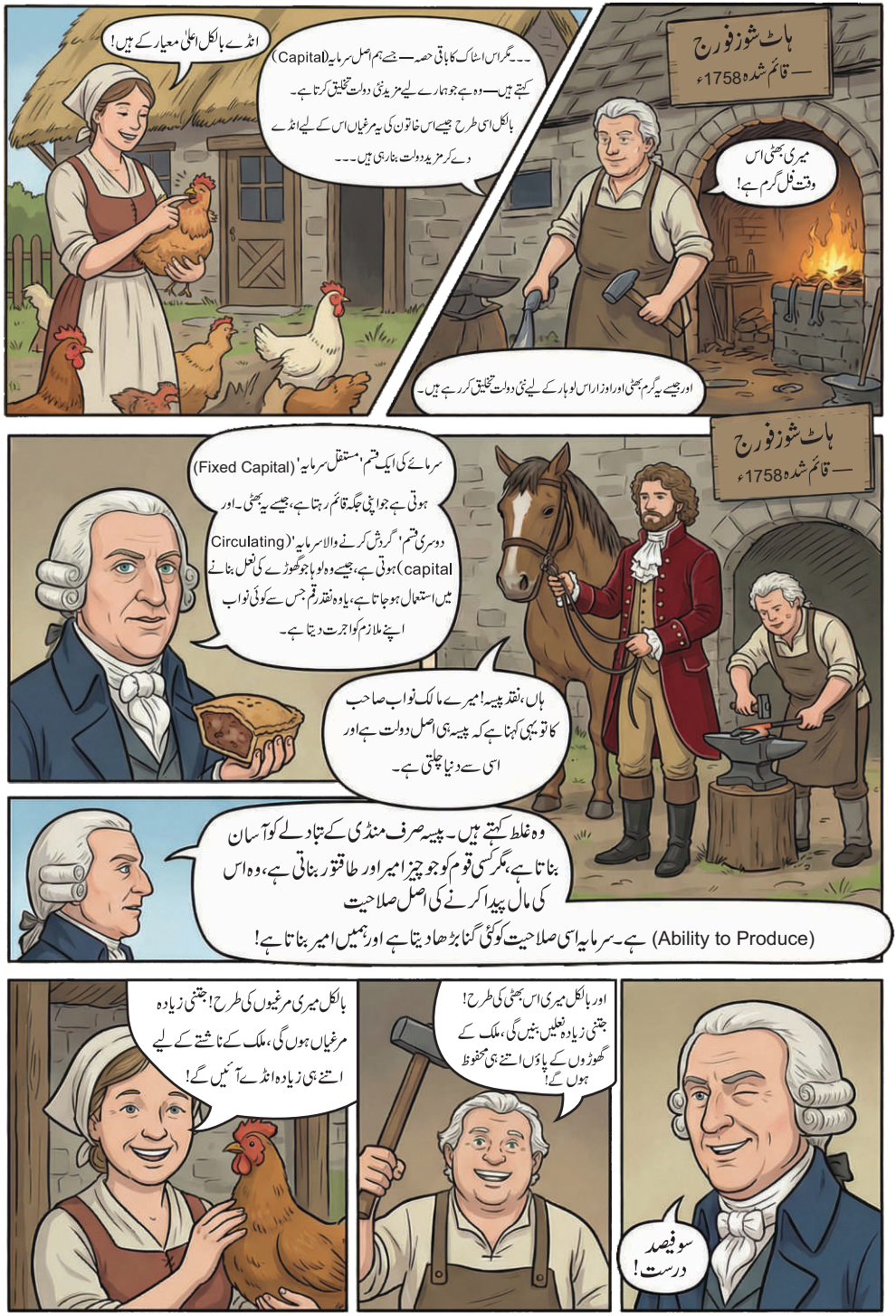
مال اور سرمائے کی نوعیت، اس کی جمع آوری (Accumulation) اور اس کے نفاذ کا بیان۔

جس میں ڈاکٹر ایڈم سمتھ سرمائے کے کردار، اس کی جمع آوری، اور پیداواری وغیر پیداواری محنت کا تجزیہ پیش کرتے ہیں۔

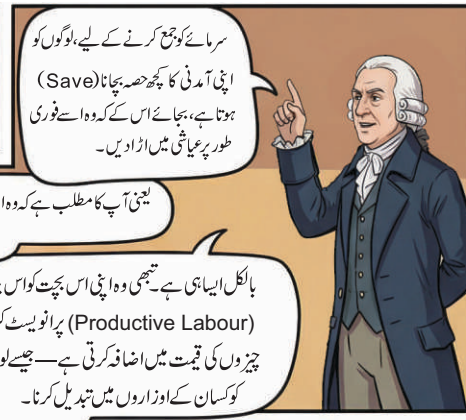







ہاٹ شوز فورج
— قائم شدہ 1758ء
میری بھٹی اس وقت فل گرم ہے!
اور جیسے یہ گرم بھٹی اور اوزار اس لوہار کے لیے نئی دولت تخلیق کر رہے ہیں۔
۔۔۔مگر اس اسٹاک کا باقی حصہ — جسے ہم اصل سرمایہ (Capital) کہتے ہیں — وہ ہے جو ہمارے لیے مزید نئی دولت تخلیق کرتا ہے۔
بالکل اسی طرح جیسے اس خاتون کی یہ مرغیاں اس کے لیے انڈے دے کر مزید دولت بنا رہی ہیں۔۔۔
انڈے بالکل اعلیٰ معیار کے ہیں!
ہاٹ شوز فورج
— قائم شدہ 1758ء
سرمائے کی ایک قسم 'مستقل سرمایہ' (Fixed Capital) ہوتی ہے جو اپنی جگہ قائم رہتا ہے، جیسے یہ بھٹی۔ اور دوسری قسم 'گردش کرنے والا سرمایہ' (Circulating capital) ہوتی ہے، جیسے وہ لوہا جو گھوڑے کی نعل بنانے میں استعمال ہو جاتا ہے، یا وہ نقد رقم جس سے کوئی نواب اپنے ملازم کو اجرت دیتا ہے۔
ہاں، نقد پیسہ! میرے مالک نواب صاحب کا تو یہی کہنا ہے کہ پیسہ ہی اصل دولت ہے اور اسی سے دنیا چلتی ہے۔
وہ غلط کہتے ہیں۔ پیسہ صرف منڈی کے تبادلے کو آسان بناتا ہے، مگر کسی قوم کو جو چیز امیر اور طاقتور بناتی ہے، وہ اس کی مال پیدا کرنے کی اصل صلاحیت (Ability to Produce) ہے۔ سرمایہ اسی صلاحیت کو کئی گنا بڑھا دیتا ہے اور ہمیں امیر بناتا ہے!
سو فیصد درست!
اور بالکل میری اس بھٹی کی طرح! جتنی زیادہ نعلیں بنیں گی، ملک کے گھوڑوں کے پاؤں اتنے ہی محفوظ ہوں گے!
بالکل میری مرغیوں کی طرح! جتنی زیادہ مرغیاں ہوں گی، ملک کے ناشتے کے لیے اتنے ہی زیادہ انڈے آئیں گے!

2۔ بچت اور سرمائے کی جمع آوری خوشحالی کو کیسے بڑھاتی ہے











درباری مسخرے اور بھانڈ۔

سرکاری جج اور وکیل

مذہبی پیشوا اور پادری

ان سب کا کام یا تو اسی وقت دیکھ کر لطف اٹھایا جا سکتا ہے — یا پھر صبر سے برداشت کیا جا سکتا ہے! — مگر یہ اپنے پیچھے مادی طور پر کوئی مستقل یا پائیدار اثاثہ چھوڑ کر نہیں جاتا۔

گولڈ ہور ڈائنڈ کمپنی — مرکنٹلسٹ بینک

اور یہ جو 'مرکنٹیلسٹ' (سونا جمع کرنے والے) لوگ ہیں، یہ اس لاجک کو کبھی نہیں سمجھ پائیں گے۔

ان کے نزدیک پیسہ صرف اج کی نمائش کے لیے ہے، کل کی انویسٹمنٹ کے لیے نہیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ ہماری پوری معیشت سکڑ کر تباہ ہو جائے گی۔

سونا جمع کرو اور اڑاؤ! یہی میرا لائف اسٹائل ہے!

مگر ڈاکٹر سمتھ! لوگ ان خدمات کو پسند کرتے ہیں، اور یہ انسانی ذہن میں خوبصورت یادیں چھوڑ جاتی ہیں۔

تم ایک ذہین شاگرد ہو، عالی جاہ! ہماری اس صدی میں تو زیادہ تر لوگ یہی سمجھتے ہیں کہ سروسز سیکٹر کا معیشت میں کوئی وجود ہی نہیں ہے

میرا اصل نقطہ صرف اتنا ہے کہ ہم اپنی آمدنی کا جتنا زیادہ حصہ فوری عیاشی پر اڑائیں گے، ہمارے پاس آگے انویسٹ کرنے کے لیے اتنا ہی کم سرمایہ بچے گا۔۔۔

جس کا سیدھا مطلب یہ ہے کہ ہمارا مستقبل کا معاشی گراف نیچے گر جائے گا۔

کاروبار بند

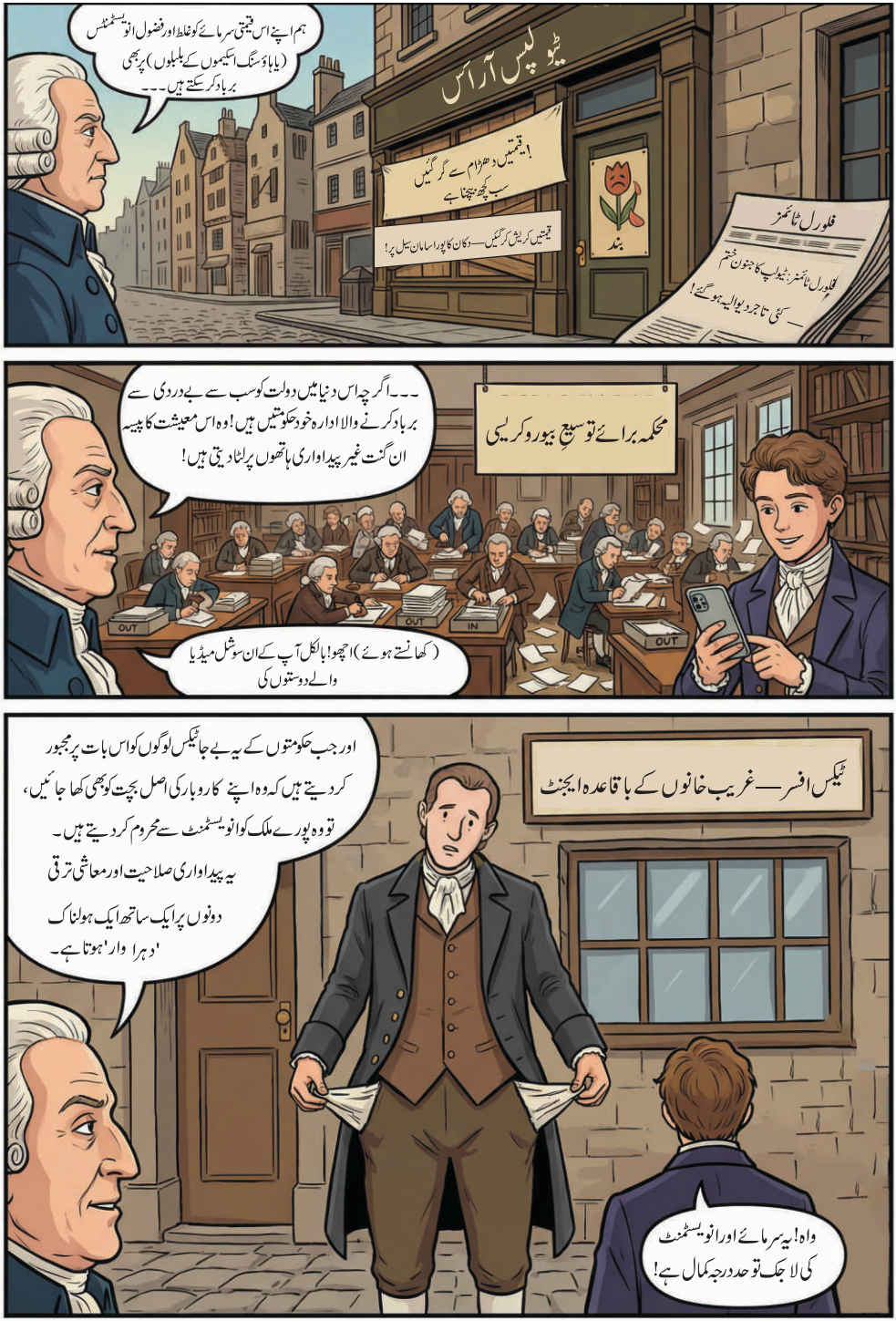
بینک

تو انویسٹمنٹ کے لیے بازار میں پیسہ ہی نہیں بچے گا

گریٹ بینک

معذرت کاروباری قرضے دستیاب نہیں ہیں

اور اگر ہم حد سے زیادہ اڑانا شروع کر دیں اور بچت بالکل نہ کریں۔۔۔


ہم اپنے اس قیمتی سرمائے کو غلط اور فضول انویسٹمنٹس (یا ہاؤسنگ اسکیموں کے بلبلوں) پر بھی برباد کر سکتے ہیں۔۔۔
ٹو لیس آر اس
قیمتیں دھڑام سے گر گئیں
سب کچھ بیچنا ہے
قیمتیں کریش کر گئیں — دکان کا پورا سامان سیل پر!
بند
فلورل ٹائمز
فلورل ٹائمز: شوپ کا جنون ختم
— کئی تاجر دیوالیہ ہو گئے!
محکمہ برائے توسیعِ بیوروکریسی
۔۔۔اگرچہ اس دنیا میں دولت کو سب سے بے دردی سے برباد کرنے والا ادارہ خود حکومتیں ہیں! وہ اس معیشت کا پیسہ ان گنت غیر پیداواری ہاتھوں پر لٹا دیتی ہیں!
OUT
OUT
IN
OUT
(کھانستے ہوئے) چھو! بالکل آپ کے ان سوشل میڈیا والے دوستوں کی
ٹیکس افسر — غریب خانوں کے باقاعدہ ایجنٹ
اور جب حکومتوں کے یہ بے جا ٹیکس لوگوں کو اس بات پر مجبور کر دیتے ہیں کہ وہ اپنے کاروبار کی اصل پیچت کو بھی کھا جائیں، تو وہ پورے ملک کو انویسٹمنٹ سے محروم کر دیتے ہیں۔
یہ پیداواری صلاحیت اور معاشی ترقی دونوں پر ایک ساتھ ایک ہولناک 'دہرا وار' ہوتا ہے۔
واہ! یہ سرمائے اور انویسٹمنٹ کی لاجک تو حد درجہ کمال ہے!

۳۔ جب سرمائے کو صحیح جگہ انویسٹ کیا جائے، تو دولت کیسے جنم لیتی ہے

اور یہ کہ سونا تہ خانوں میں دبا کر رکھنا کیوں ایک انتہائی احمقانہ سودا ہے

ایڈم سمتھ اپنے آبائی قصبے کرکالڈی میں اپنے پڑوسیوں جیمز اور ایگنس کے ساتھ چہل قدمی کرتے ہوئے۔








ہول سیلر
گروسری
ہیئر کٹ فرنیچر
ہینگیس
جینس اینڈ ٹیلر
فوڈ ڈی گاڈز
اور ساتھ میں پورے محلے کی غیبت کرتی ہے!
مگر وہ جو ہول سیلر کھڑا ہے؟ وہ تو صرف مال کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرتا ہے۔ اور یہ دکاندار خاتون تو خود کچھ پیدا ہی نہیں کرتی، یہ تو صرف شلجم اور آلو بیچتی ہے۔
نہیں، جیمی، تم غلط سوچ رہے ہو۔ وہ ہول سیلر مال کو وہاں پہنچا کر اس کی قدر بڑھاتا ہے جہاں لوگوں کو اس کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور یہ دکاندار خاتون اپنے سرمائے — یعنی دکان اور تہ خانے — کا استعمال کر کے ہمیں وہ سامان اتنی مقدار میں فراہم کرتی ہے جسے ہم آسانی سے خرید سکیں۔


دی سٹاک اینڈ بیرل
کیپٹل ایٹیز
کوچ سروس
مینیو
ہاں بھائی، بالکل صحیح کہا! اسی کو تو اصل قدر بڑھانا (value Adding) کہتے ہیں!
۔۔۔اور یہ جو ہوٹل والا ہے، یہ اپنے سرمائے کا استعمال کر کے ہمیں پینے کا صاف پانی اور کھانا فراہم کرتا ہے!


تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ کسی ملک کی دولت بڑھانے کے لیے اس کے شہریوں کا سرمایہ جمع کرنا اور اسے انویسٹ کرنا لازمی ہے؟
اور ہاں، وہ اس پیسے کو صرف مہنگی ٹوپیاں خریدنے پر ضائع نہ کریں!


بالکل ایسا ہی ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ وہ یہ سرمایہ مخصوص مشینوں اور ہنرمند مزدوروں پر لگائیں۔
اور جیسے جیسے یہ عمل ہمیں امیر بناتا جائے گا، ہم مزید انویسٹمنٹ کرنے کے قابل ہوتے جائیں گے، جس سے ہماری پیداواری صلاحیت اور دولت مزید بڑھتی چلی جائے گی۔


اوہ! تو یہ تو اسکاٹش رقص (Reel) کی طرح ہوا، جو جتنا تیز گھومے، اتنی ہی رونق بڑھتی ہے! مجھے تو ایسا رقص حد درجہ پسند ہے!
اور یاد رہے، اس کا سب سے زیادہ فائدہ غریبوں کو ہی پہنچتا ہے۔ امیر ملکوں کے غریب عام طور پر ان ملکوں کے امیروں سے زیادہ بہتر زندگی جی رہے ہوتے ہیں جو اس آزاد نظام کو اپنانے سے انکار کر دیتے ہیں۔



"ہر وہ انسان جس کے پاس عقلِ سلیم موجود ہو، وہ ہمیشہ اپنے پاس موجود اسٹاک اور وسائل کو یا تو فوری ضرورت پورا کرنے کے لیے استعمال کرے گا، یا پھر اسے مستقبل کے مستقل منافع (Future Profit) کے لیے انویسٹ کرے گا۔"

"تجربہ یہ گواہی دیتا ہے کہ عام شہریوں کی یہ کفایت شعاری اور اچھا کاروباری طرزِ عمل۔۔۔ نہ صرف نجی سطح پر فضول خرچی کرنے والے افراد کے نقصانات کا ازالہ کر دیتا ہے، بلکہ یہ حکومت کی طرف سے مچائی جانے والی بدترین سرکاری فضول خرچی (Public Extravagance) کے نقصان کو بھی پورا کرنے کے لیے کافی ثابت ہوتا ہے۔"

4۔لوگوں کو اپنا سرمایہ خود اپنی مرضی سے انویسٹ کرنے کی آزادی کیوں ہونی چاہیے۔۔

۔۔۔اور یہ کہ حکومتیں کبھی یہ نہیں جان سکتیں کہ عوام کے لیے سب سے بہتر کیا ہے۔










کوئی بھی ایسا سیاست دان یا حکمران جو عام شہریوں کو یہ ڈائریکشن دینے کی حماقت کرے کہ انہیں اپنا سرمایہ کس طرح استعمال کرنا چاہیے، وہ اپنے سر پر ایک ایسی بلاوجہ کی اتھارٹی (سرکاری طاقت) سوار کر رہا ہوتا ہے۔۔۔
۔۔۔بالکل اس میئر کی طرح!
۔۔۔جو اس دنیا میں کہیں بھی اتنی خطرناک ثابت نہیں ہو سکتی جتنی کہ ایک ایسے نادان اور مغرور شخص کے ہاتھوں میں، جو خود کو اس منصب اور ریگولیشن کے لیے بالکل فٹ سمجھتا ہو۔
کیا تم یہ چاہتی ہو کہ میں تمہاری دکان کا یہ تجارتی لائسنس ہی کینسل کر دوں؟ شرافت سے پورا کیش میرے حوالے کر دو تا کہ یہاں کسی کو تکلیف نہ پہنچے۔
اوہ، مگر نقصان تو ہوگا، اور سب کا ہوگا، آج نہیں تو کل، کسی نہ کسی صورت میں۔
فیونا کی مشہور اُون
ہم آپ کی جیب بھی ہلکی کرتے ہیں
گڈ ڈے، محترم خاتون! میرے ٹیکس جمع کرنے والے آپ کے بزنس کا پورا منافع وصول کرنے آئے ہیں تا کہ شہر کی اس نئی پروں والی فیکٹری کو فنڈ ز دیے جا سکیں۔
یہاں سے باہر نکلو! میرا یہ سرمایہ میرے اس چلتے ہوئے اونی کپڑے کے بزنس میں انویسٹ ہونا چاہیے، نہ کہ تمہارے پروں کے اس خیالی محل (fantasy feather) پر!
بعد ازاں
فینسی فیدر فیکٹری فاؤنڈیشن فیسٹ
(سرکاری جشن)
پی لو میرے بھائیو، خوب پی لو! آؤ اس پروں کی فیکٹری کے آغاز پر حکومت کے پیسوں سے وہ جشن منائیں جس کی یہ حقدار ہے!


باہر کا منظر
خوشی کے نام
اور شاندار پروں کے نام
چیئرز! اچھی صحت کے نام!
ہمارے پروں کے اس نئے خزانے کے نام!
"۔۔۔کیونکہ وہ خود اس پورے معاشرے کے سب سے بڑے فضول خرچ اور لٹیرے ہوتے ہیں۔ اگر ان کی اپنی یہ سرکاری فضول خرچی اس ملک کو برباد نہیں کرتی، تو عام شہریوں کی نجی عیاشی تو اسے کبھی برباد نہیں کر پائے گی۔"
"بادشاہوں اور وزراء کے لیے یہ ایک بدترین اور حد درجہ شرمناک تکبر ہے کہ وہ عام شہریوں کی معاشی زندگی پر نظر رکھنے یا ان کے سرمائے کو ریگولیٹ کرنے کا روایتی ناٹک رچائیں۔۔۔"

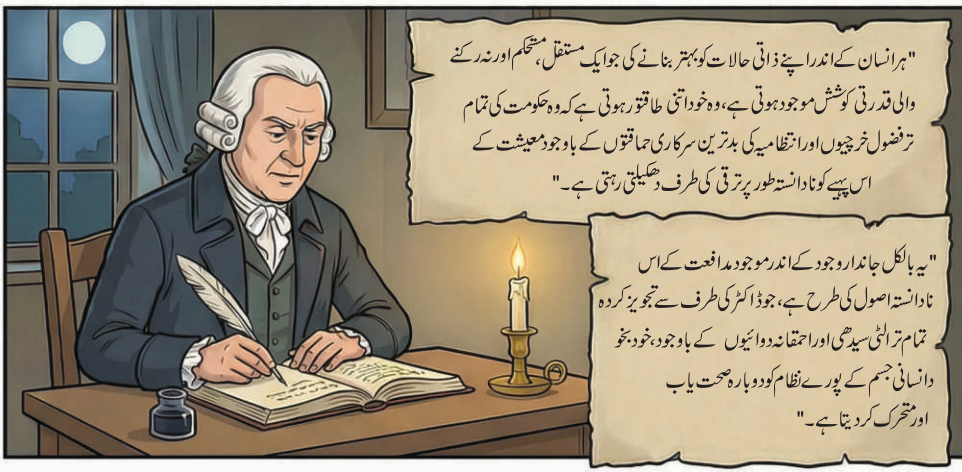

ایک سال بعد کا منظر
ٹاؤن شتر مرغ، آرائشی پَر اور مصنوعی پھولوں کی فیکٹری
مسٹر میئر! بازار میں کوئی بھی آپ کے یہ پرخریدنے کو تیار نہیں ہے۔ ہم روزانہ عوام کا پیسہ مٹی میں برباد کر رہے ہیں۔
بکواس بند کرو! میں کل ہی ایک نیا شاہی آرڈر پاس کروں گا، جس کے تحت ہر شہری کے لیے ان پروں کو زبردستی خریدنا قانونی طور پر لازمی ٹھہرے گا!
پروں کی الرجی کی دوا


فیونا
جب سے فیونا کا یہ اچھے بھلا بزنس دیوالیہ ہوا ہے، شہر میں باہر کے تاجروں اور ٹورسٹس کا آنا بالکل بند ہو گیا ہے، ہم سب پہلے سے زیادہ غریب ہو چکے ہیں۔
اس پروں کی فیکٹری کے ٹیکس نے بیچاری فیونا کی پیٹھ پر آخری تنکا وار کیا تھا۔
بھاری ٹیکسوں کی وجہ سے دکان مستقل طور پر بند ہو گئی!
ہمیں تمہارے یہ پر بالکل نہیں چاہئیں!
ہم دیہاڑی داروں کو پہننے کے لیے اونی کوٹ چاہئیں، شتر مرغ کے یہ پر نہیں!
ہمیں چمڑا چاہیے، شتر مرغ نہیں!


ان ہولناک ٹیکسوں کے سائے تلے تو اب ہمارے لیے روز کا روکھا سوکھا دانہ پانی چلانا بھی ناممکن ہو چکا ہے۔
ہم کونسل کے ان بابوؤں سے کہیں زیادہ بہتر جانتے ہیں کہ ہمارے گاہکوں کو بازار میں کیا چاہیے!
آخر یہ ٹاؤن کونسل ہمیں ہمارے حال پر کیوں نہیں چھوڑ دیتی کہ ہم اپنا روزگار خود سنبھال سکیں؟
بند ہے
بند کر رہے ہیں


ان پر زبردستی کرو!
ان پر قانون کا نفاذ کرو،
میں کہہ رہا ہوں!


"عظیم اور باوقار قومیں کبھی بھی اپنے عام شہریوں کی نجی فضول خرچی کی وجہ سے کنگال یا برباد نہیں ہوتیں ،مگر وہ حکومت اور ریاست کی بدترین فضول خرچی اور مجرمانہ نااہلی کے ہاتھوں ضرور لمحوں میں مٹی کا ڈھیر بن جاتی ہیں۔"


"ہر انسان کے اندر اپنے ذاتی حالات کو بہتر بنانے کی جو ایک مستقل، مستحکم اور نہ رکنے والی قدرتی کوشش موجود ہوتی ہے، وہ خود اتنی طاقتور ہوتی ہے کہ وہ حکومت کی تمام تر فضول خرچیوں اور انتظامیہ کی بدترین سرکاری حماقتوں کے باوجود معیشت کے اس پہیے کو نادانستہ طور پر ترقی کی طرف دھکیلتی رہتی ہے۔"
"یہ بالکل جاندار وجود کے اندر موجود مدافعت کے اس نادانستہ اصول کی طرح ہے، جو ڈاکٹر کی طرف سے تجویز کردہ تمام تر الٹی سیدھی اور احمقانہ دوائیوں کے باوجود، خود بخود انسانی جسم کے پورے نظام کو دوبارہ صحت یاب اور متحرک کر دیتا ہے۔"


5۔ پیسے کا اصل کردار
(اور حد سے زیادہ نوٹ چھاپنے کے ہولناک خطرات)
پیسہ یا کرنسی خود سرمائے کا محض ایک چھوٹا سا حصہ ہے۔ اپنی ذات میں اس کاغذی نوٹ کی قیمت ردی جتنی بھی نہیں ہے، مگر یہ بازار کے آزاد تبادلے کے لیے ایک بہترین میڈیم کا کام کرتا ہے۔
چالاک بنک اس پیسے کو انگلیوں پر نچا سکتے ہیں۔۔۔
۔۔۔مگر یاد رہے! اگر بنکوں نے حد سے زیادہ نوٹ چھاپ دیے، تو ہم سیدھے ایک بہت بڑی معاشی تباہی کے گڑھے میں جا گریں گے!
کاش میں بھی اپنے بل ادا کرنے کے لیے گھر بیٹھے خود ہی نوٹ چھاپ سکتا!
اور جب حکومتیں خود یہ کام (نوٹ چھاپنا) شروع کر دیں، تو منظر نامہ اس سے کہیں زیادہ


گرَیہِٹ بینک
میں اس معاملے میں آپ کی مدد کر سکتا ہوں، مسٹر بوڈجٹ۔ ہمارا یہ نیا کاغذی نوٹ پیچھے تہ خانے میں موجود اصل سونے کا ضامن ہے! یہ ایک اکیلا نوٹ پورے بیس سونے کے سکوں کے برابر ہے، مگر اس کا وزن اس سونے کے ہزارویں حصے جتنا بھی نہیں ہے!
تو کیا یہ نوٹ سونے جتنا ہی پکا ہے؟


گرَیہِٹ بینک
سونے چاندی کے یہ بھاری سکے دکان کے لین دین کو آسان تو بناتے ہیں۔
۔۔۔ہاں بھائی! اب میں نان خریدنے کے لیے کسی ایسے موچی کو ڈھونڈنے کے جھنجھٹ سے بچ گیا ہوں جسے بدلے میں لکڑی کی کرسی چاہیے ہو۔ مگر یہ سکے اٹھا کر گھومنا حد درجہ بھاری اور کٹھن کام ہے!
ایل۔بوڈجٹ
بڑھئی

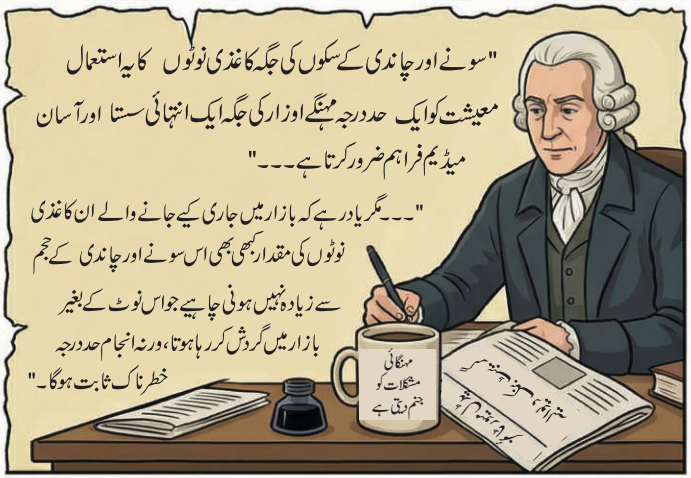

بینک
بالکل سونے جتنا ہی مستند ہے، سرکار!
ایل۔بوڈجٹ
بڑھئی
حد درجہ شاندار! اب سے میں بازار میں ہر لین دین کے لیے اسی کاغذی نوٹ کا مطالبہ کیا کروں گا!

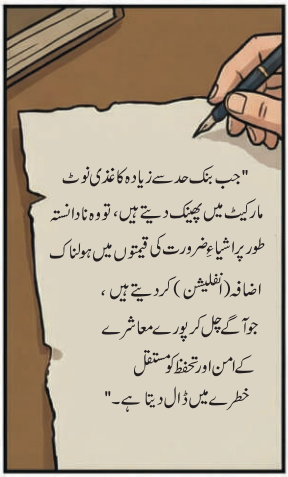

بالکل
گرَیہِٹ ٹرسٹی بینک
پاؤنڈ 20
ہم حاملِ ہذا کو سونے کے بیس سکے ادا کرنے کا وعدہ کرتے ہیں
ہمیں سونے پر بھروسا ہے
سونے جتنا ہی مستند ہے، سرکار!


چند ہفتوں بعد کا منظر
صرف کاغذی نوٹ قبول کیے جائیں گے!
گریپٹ بینک
جب سے سب نے ان نئے کاغذی نوٹوں کا استعمال شروع کیا ہے، بازار کا بزنس واقعی بہت چمک اٹھا ہے! یہ حد درجہ آرام دہ ہیں۔۔۔ مگر باہر بنک کے پاس یہ کیسا شور مچا ہے؟


یہ کاغذی نوٹ جو تم نے ہمیں دیے، بالکل ردی کا ٹکڑا بن چکے ہیں!
اب بازار میں ہمیں ہر چیز پہلے کے مقابلے میں چار گنا مہنگی خریدنی پڑ رہی ہے (بدترین انفلیشن)۔
گریپٹ بینک
گریپٹ نے اپنے تہ خانے میں موجود اصل سونے کے سکوں کے مقابلے میں چار گنا زیادہ کاغذی نوٹ چھاپ دیے ہیں!
ان کی اصل قیمت اب بازار میں بیس کے بجائے صرف پانچ سونے کے سکے رہ گئی ہے!
ہمیں ہمارا اصل سونا واپس کرو! ابھی اسی وقت!
کیشیئر

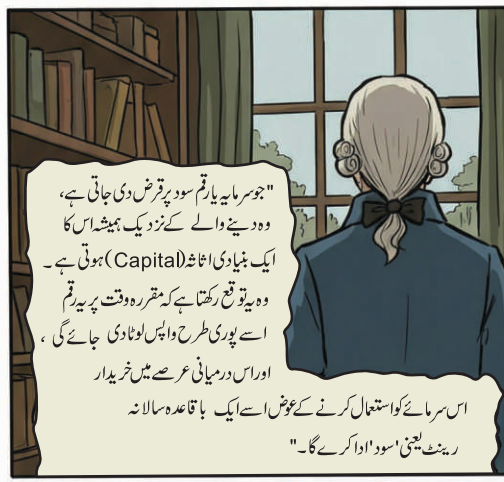

جلد ہی۔۔۔
پیڈل میور ٹائمز
گریپٹ بنک مکمل طور پر دیوالیہ ہو گیا!
'یہ بنک معتبر نہیں، بلکہ لیئر انکلا'۔
دیہاتیوں کی رائے
گریپٹ بنک
دیوالیہ


"سونے اور چاندی کے سکوں کی جگہ کاغذی نوٹوں کا یہ استعمال معیشت کو ایک حد درجہ مہنگے اوزار کی جگہ ایک انتہائی سستا اور آسان میڈیم فراہم ضرور کرتا ہے۔۔۔"
"۔۔۔مگر یاد رہے کہ بازار میں جاری کیے جانے والے ان کاغذی نوٹوں کی مقدار کبھی بھی اس سونے اور چاندی کے حجم سے زیادہ نہیں ہونی چاہیے جو اس نوٹ کے بغیر بازار میں گردش کر رہا ہوتا، ورنہ انجام حد درجہ خطرناک ثابت ہوگا۔"
مہنگائی مشکلات کو جنم دیتی ہے

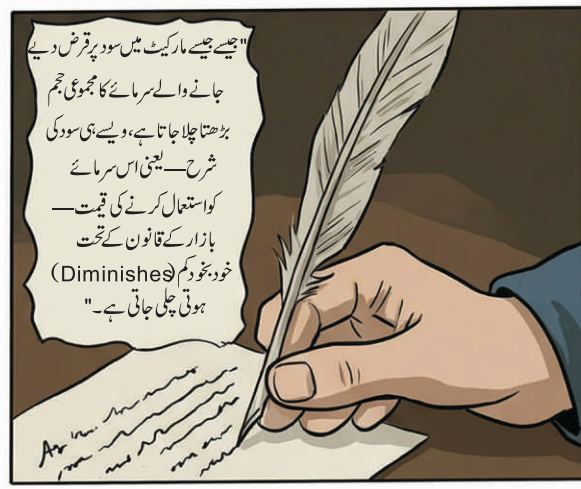

"جب بنک حد سے زیادہ کاغذی نوٹ مارکیٹ میں پھینک دیتے ہیں، تو وہ نادانستہ طور پر اشیاءِ ضرورت کی قیمتوں میں ہولناک اضافہ (انفلیشن) کر دیتے ہیں، جو آگے چل کر پورے معاشرے کے امن اور تحفظ کو مستقل خطرے میں ڈال دیتا ہے۔"

6۔ سرمایہ اور شرحِ سود












پینی وائز
مرچنٹ بینک
سونے کے سکے!
سونے کے سکے!
گڈ ڈے، مس پینی وائز! میں سر میورک گیمبل ہوں۔
یہ یکھیں میرا شاندار کاروباری پلان! میں دنیا کے دوسرے سرے سے
نایاب اور قیمتی طوطے امپورٹ کرنے جا رہا ہوں۔ مجھے بحری جہازوں،
ملاحوں اور طوطوں کے پنجروں کے لیے ایک بھاری
قرضے کی ضرورت ہے۔
مجھے اس بزنس میں ایک ہولناک
منافع کی امید ہے، اس لیے میں اس
قرضے کے عوض بنک کو دگنی شرحِ
سود خوشی خوشی ادا کرنے کے
لیے تیار ہوں!
آپ جو بھی قیمت مانگیں، میں وہ
دینے کے لیے بالکل تیار ہوں، بس
کیش میرے حوالے کریں!
سر میورک! مجھے پورا شبہ ہے کہ
بنک کا یہ قیمتی سرمایہ کسی پیداواری کام یا طوطوں
کے بزنس پر لگنے کے بجائے، آپ کے اپنے
پرتعیش اور عیاش لائف اسٹائل کی نذر ہو جائے
گا۔ معذرت، میں آپ کو یہ لون دینے سے
صاف انکار کرتی ہوں۔
اور آپ کو یہ اونچی شرحِ سود دینی بھی چاہیے،
سر میورک! کیونکہ اتنا طویل اور خطرناک بحری سفر، اور
ایک بالکل نئی اور غیر مستند مارکیٹ، آپ کے اس پورے
ایڈونچر اور بنک کے اس قیمتی سرمائے کو شدید ترین
خطرے (Risk) میں ڈال دے گا۔
اس خطرے کا توازن برابر
کرنے کے لیے ہمیں حد درجہ
اونچی اور کڑک شرحِ
سود کا مطالبہ کرنا ہوگا۔
اگر مارکیٹ میں سود کی سرکاری حد
بہت اونچی مقرر کر دی جائے،
تو ملک کے سرمائے کا ایک بہت بڑا
حصہ ان ہاتھوں سے نکل کر بالکل
برباد ہو جائے گا جو اس کا سب
سے بہترین، محفوظ اور
پیداواری نفاذ کر سکتے تھے۔۔۔"
قرض دینے والے ہمیشہ حد درجہ پرخطر
اور غیر مستند کاموں کے لیے اونچی شرحِ
سود مانگتے ہیں کیونکہ وہاں پیسہ ڈوبنے
کا چانس زیادہ ہوتا ہے۔ مگر یاد رہے،
اتنی اونچی اور پاگل پن والی شرحِ
سود دینے کے لیے صرف وہی
لوگ تیار ہوتے ہیں جو یا
تو پیدائشی جواری ہوں
یا پھر بالکل نادان مفکر۔
بالکل کسان مسٹر فیئر ایکر کی طرح!

چنانچہ اس قسم کے فضول مقصد کے لیے قرض لینا یا دینا، دونوں فریقین کے حقیقی مفادات کے یکسر برعکس ہے

مس پینی وائز کوئی بیوقوف عورت نہیں ہے!

مگر مجھے تھوڑی تازہ ہوا کی ضرورت ہے۔۔۔

"جو انسان عیاشی اور فضول خرچی کے لیے قرض لیتا ہے، وہ بہت جلد پائی پائی کو محتاج ہو کر برباد ہو جاتا ہے

بالکل سرمیورک گیمبل کی طرح!

اور ہر وہ بنک یا ادارہ جو ایسے عیاش بندے کو قرض دینے کی حماقت کرتا ہے، اسے آگے چل کر اپنی اس نادانی پر خون کے آنسو رونا پڑتا ہے۔"

یہ کیسی حماقت ہے!

۔۔۔مگر کسی ملک کی دولت صرف تب ہی بڑھتی ہے جب سرمائے کا رخ خالصتاً پیداواری سرگرمیوں کی طرف موڑا جائے۔ پرتعیش لائف اسٹائل سرمائے کو بڑھاتا نہیں، بلکہ اسے زندہ نگل جاتا ہے!

پرتعیش زندگی نہیں۔ وہ تو بنے بنائے سرمائے کو زندہ نگل جاتی ہے!

جتنا زیادہ سرمایہ کارآمد مشینوں پر انویسٹ ہوگا، اتنے ہی زیادہ لوگوں کو روزگار ملے گا۔ اور یہ صنعتِ کار (تقسیمِ محنت) کو مزید وسعت دے گا ـــ جس سے ملکی پیداوار اور خوشحالی میں ایک تاریخی اضافہ ہوگا۔۔۔

ارے باپ رے! میں اس وقت کہاں آ پہنچا ہوں؟ کیا یہ ڈنفیر ملائن شہر ہے؟! میں سوچوں میں اس قدر گم تھا کہ نائیٹ شرٹ پہنے ہی پورے دس میل پیدل چلتا چلا آیا!

اسے کہتے ہیں دنیا کا سب سے زیادہ بھولا اور اپنی ہی سوچوں میں گم رہنے والا پروفیسر!

ڈونگ!

ڈونگ!!

ڈونگ!!!

اب مجھے اپنی کتاب میں 'مرکنٹیلسٹس' کے اس سونے اور عیاشی والے جنون پر ایک آخری کاری وار کرنا ہوگا، اور یہ ثابت کرنا ہوگا کہ حقیقی دولت صرف اور صرف ملکی پیداواری صلاحیت (Productivity) کا نام ہے، جسے سرمائے کے ذریعے ہی جلا ملتی ہے۔

کتاب کا تیسرا حصہ

مختلف ممالک میں خوشحالی اور دولت کے ارتقاء کا تاریخی بیان۔

جس میں ڈاکٹر ایڈم سمتھ اقوام کے درمیان دولت، زراعت، تجارت اور معاشی ترقی کے تاریخی ارتقاء کا مفصل جائزہ لیتے ہیں۔

1۔ اور اب تھوڑی سی معاشی تاریخ۔۔۔

اور یہ کہ معاشی آزادی کس طرح کامیابی کی اصل بنیاد بنتی ہے۔





ایڈم سمتھ کی جانب واپسی

کون مارکس؟ اس بندے کا نام یہاں مت لو، وہ ابھی پیدا بھی نہیں ہوا!

کون

کیا یہ تاریخ کے مخصوص اور لازمی مراحل ہیں؟ جیسے کارل مارکس کا نظریہ؟

تو جیسا کہ میں کہہ رہا تھا، یورپ میں خوشحالی کا اصل سفر زراعت سے شروع ہوا تھا، کیونکہ روٹی اور بقا انسان کی پہلی ترجیح ہوتی ہے۔۔۔

۔اس کے بعد صنعت وحرفت کے لیے شہر آباد ہوئے، کیونکہ سہولت اور اوزار انسان کی دوسری ضرورت تھے۔
اور سب سے آخر میں بین الاقوامی تجارت کا نمبر آیا، کیونکہ صرف امیر اور پائیدار قومیں ہی پرتعیش اشیاء کی درآمد برداشت کر سکتی ہیں۔۔۔

بالکل، عالی جاہ! اور ان کاریگروں کو بدلے میں کسانوں سے اناج چاہیے ہوتا ہے۔ مگر شہروں کی آبادی صرف اسی حد تک پھیل سکتی تھی جس حد تک کسانوں کے پاس انہیں کھلانے کے لیے وافر اناج موجود ہوتا۔

مگر کسانوں کو اب بھی فیکٹری اور کاریگروں کی ضرورت تو ہوتی ہے نا، جیسے گاڑی کا پہیہ بنانے والے اور یہ لوہار!

جاگیرداری 101

ابتدائی یورپ میں، آمدنی کا سب سے بڑا ذریعہ صرف یہ زرعی زمینیں ہی تھیں۔

مگر اس دور میں کارخانے اور مینوفیکچرنگ ابھی پیدا نہیں ہوئی تھی، چنانچہ ان بڑے جاگیرداروں اور نوابوں کے پاس اپنی اس زمین کے اندھا دھند منافع کو بازار میں خرچ یا تبدیل کرنے کا کوئی دوسرا رستہ ہی موجود نہیں تھا۔

تم ایک وقت میں صرف حد تک ہی شلجم کھا سکتے ہو!

چنانچہ بازار میں خرچ کرنے کے بجائے، وہ اپنی یہ پوری دولت نجی نوکروں، چاکروں اور لکڑی کی تلواریں تھامے نجی فوجیوں کے لشکر پالنے پر لٹا دیتے تھے۔ اسی لشکر کی بدولت انہیں قانون پر قابض ہونے اور غریب ترین کسان (Serf) تک کو اپنی انگلیوں پر نچانے کی مطلق طاقت حاصل ہو جاتی تھی۔

سکیورٹی

سکیورٹی

اوہ، ہاں! یہ وہی روایتی جاگیرداری نظام ہے، جس کے بارے میں مائی لارڈ نے تاریخ کی کتابوں میں پڑھ رکھا ہے۔

بالکل، مگر اسی طاقت نے زراعت اور کھیتی باڑی کو حد درجہ نااہل اور سست بنا کر رکھ دیا تھا۔ ان مزارعوں اور کسانوں کی حیثیت بالکل غلاموں جیسی تھی، اور ان کی پوری دلچسپی صرف اس بات میں ہوتی تھی کہ کام چوری کیسے کرنی ہے اور محنت سے کیسے بچنا ہے

SERF'S UP!

سو فیصد درست! چنانچہ جاگیرداری کے اس جابرانہ سائے تلے زراعت کبھی ترقی نہ کر سکی، اور نہ ہی آبادی بڑھ سکی، کیونکہ اس مٹی سے سب کا پیٹ بھرنے کے لیے اناج ہی پورا نہیں پڑتا تھا۔

کیونکہ زیادہ پیداوار کا کسان کو اپنا کوئی فائدہ یا سچا نفع حاصل نہیں تھا، ہے نا؟

مورخ ایڈورڈ گبون اخبار پڑھتے ہوئے
(ایک لمبی اکتاہٹ بھری آہ—Groan)

اب ذرا اس شہر (Burgh) کی رونق اور چمک دمک کو تو دیکھو! کاریگر لوہے اور اون کا شاندار مال تیار کر رہے ہیں؛ تاجر چوک میں کھڑے آزادانہ تبادلہ کر رہے ہیں۔ یہ غیور شہری (Burghers) اب اپنے پرانے جاگیردار نوابوں کو للکار رہے ہیں، جن کی کاغذی اتھارٹی منڈی کے اس آزاد بہاؤ آگے اب تیزی سے دم توڑ رہی ہے۔۔۔]

زوال اور سقوط

دیکھو دیکھو، ایڈورڈ بھائی! یہ والا چینل اب ہمارے کنٹرول میں ہے، تم اپنی یہ موٹی کتاب اب بند ہی رکھو۔

کراہنا

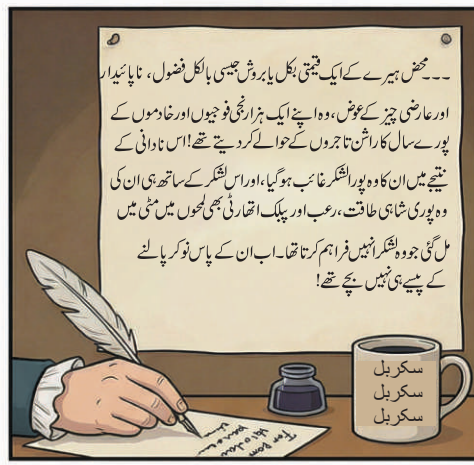
یورپ میں خوشحالی کے عروج کی تصویری تاریخ

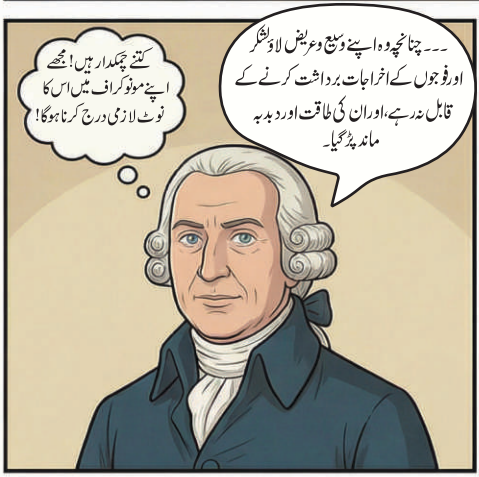
جیسا کہ ڈاکٹر ایڈم اسمتھ نے ڈیوک آف بکنگھم کو بتایا، اور ایڈورڈ گبن نے اسے قلم بند کیا

GIBBON'S LIT


تو یہ وہ شہر ہی تھے جہاں مینوفیکچرنگ اور صنعت وحرفت کا اصل جادو سر چڑھ کر بولا! انہوں نے اتنی دولت اور وسائل پیدا کر دیے جو بڑھتی ہوئی آبادی اور وسیع مارکیٹوں کو سنبھالنے کے لیے کافی ثابت ہوئے۔


نہیں — بلکہ بالکل اس کے برعکس ہوا! شہریوں کی اس بڑھتی ہوئی دولت نے انہیں جاگیرداروں کے ان کالے قوانین کی زنجیریں توڑنے کا موقع فراہم کر دیا۔۔
جبکہ دوسری طرف، ان نوابوں اور لینڈ لارڈز نے بازار کی ان نئی چمکدمک والی لگژری اشیاء اور اسٹیٹس سمبلز پر اپنا پورا پیسہ اندھا دھند لٹانا شروع کر دیا۔
تو کیا اس نئی رونق نے ان بڑے جاگیرداروں کو پہلے سے بھی زیادہ طاقتور بنا دیا تھا؟
عالی جاہ! آپ خود ان رئیسوں کے لچھن مجھ سے زیادہ بہتر جانتے ہیں۔۔
ہیرے کے بکلز!
قیمت 1000 آدمیوں کی تنخواہ

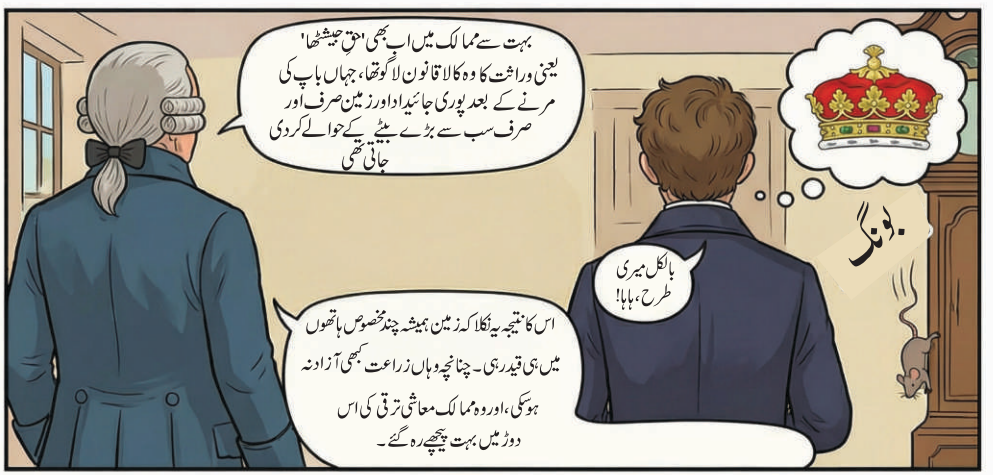

۔۔۔محض ہیرے کے ایک قیمتی بکل یا بروش جیسی بالکل فضول، ناپائیدار اور عارضی چیز کے عوض، وہ اپنے ایک ہزار نجی فوجیوں اور خادموں کے پورے سال کا راشن تاجروں کے حوالے کر دیتے تھے! اس نادانی کے نتیجے میں ان کا وہ پورا لشکر غائب ہو گیا، اور اس لشکر کے ساتھ ہی ان کی وہ پوری شاہی طاقت، رعب اور پبلک اتھارٹی بھی لمحوں میں مٹی میں مل گئی جو وہ لشکر انہیں فراہم کرتا تھا۔ اب ان کے پاس نوکر پالنے کے پیسے ہی نہیں بچے تھے!
سکریل
سکریل
سکریل

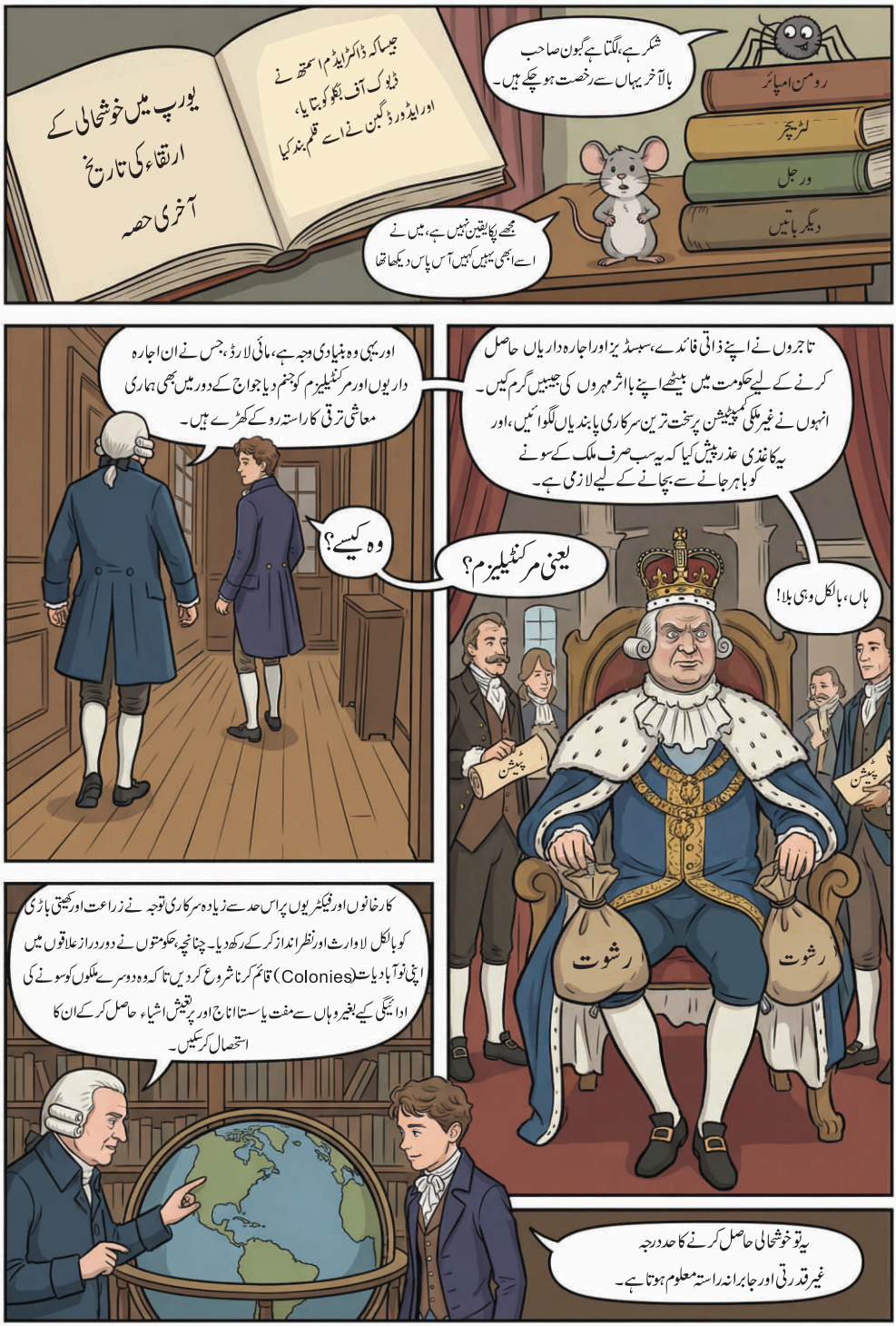

۔۔۔چنانچہ وہ اپنے وسیع وعریض لاؤ لشکر اور فوجوں کے اخراجات برداشت کرنے کے قابل نہ رہے، اور ان کی طاقت اور دبدبہ ماند پڑ گیا۔
کتنے چمکدار ہیں! مجھے اپنے مونوکراف میں اس کا نوٹ لازمی درج کرنا ہوگا!

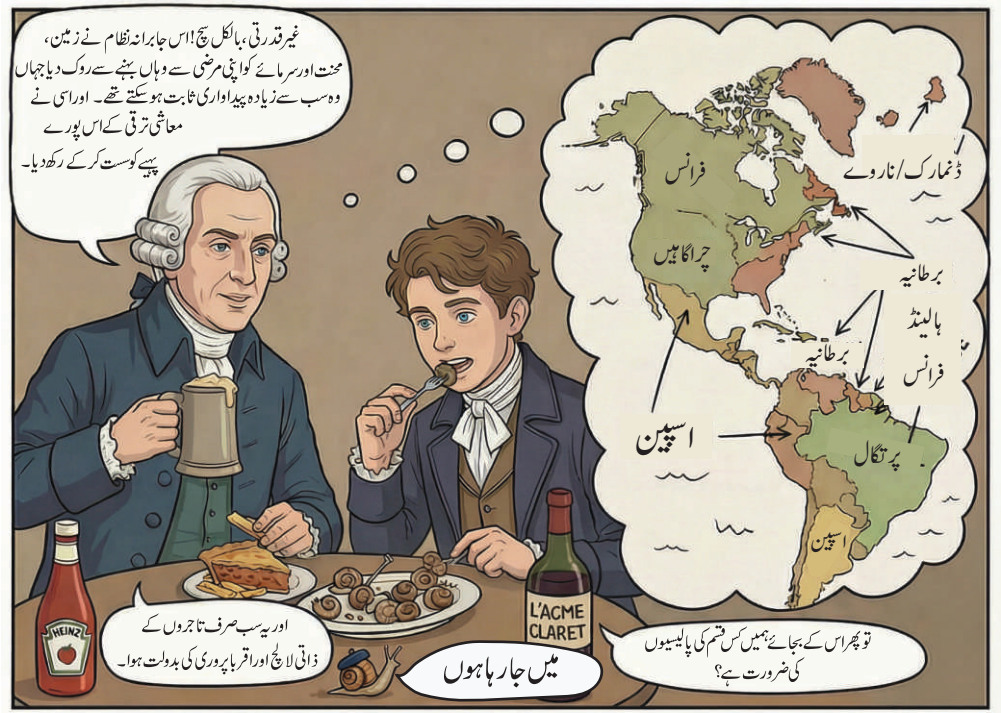

ذرا عظمتِ شاہی کے اس زوال کو تو دیکھو! اب وہ کسان کسی کے مزارع یا غلام نہیں رہے، بلکہ وہ چمکدار پائیدار ہل تھامے اپنے کھیتوں کے خودمختار مالک بن چکے ہیں؛ جبکہ ان ٹوٹتے ہوئے محلوں کے اندر، ان کے پرانے آقا اپنی بچی کھچی دولت ریشم اور مصالحوں پر لٹا کر ہاتھ مل رہے ہیں
تاریخ دان اور کلاسک ماہر ایڈورڈ گبون کا فائنل نوٹ
خدا کے لیے، کوئی اس بور لکھاری کو یہاں سے باہر نکالے! ہمیں اپنی کہانی کے ساتھ آگے بڑھنا ہے۔
یورپ میں خوشحالی کے عروج کی مصوّر تاریخ
جیسا کہ ڈاکٹر ایڈم اسمتھ نے ڈیک آف نگلم کو بتایا، اور ایڈورڈ گبون نے اسے قلم بند کیا
حصہ سوم
روم
جی ہاں! اور ان کے وہ تمام کسان اور مزارعین
بالکل آزاد، خودمختار اور متحرک ہو گئے۔
تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ صرف اپنی عیاشی اور فیشن پر پیسہ لٹانے کی وجہ سے، ان نوابوں نے اپنی اس اندھی طاقت اور بلاوجہ کی اتھارٹی کا اصل سرچشمہ ہی کھو دیا؟
یہاں سے دفع ہو جاؤ، لالچی نواب! اب اپنا کھیت خود سنبھال سکتے ہیں اور اپنی مرضی کے مالک ہیں!
اور چونکہ وہ اب ایک آزاد انسان بن چکے تھے، اس لیے اپنے کھیت کی پیداوار کو بڑھانے اور اسے نکھارنے کا ان کا اپنا سچا جذبہ اور انویسٹمنٹ بھی جاگ اٹھی ہوگی؟


ڈیری
TULL 3000
جیسے فصلوں کی باری باری تبدیلی، زمینوں کی باقاعدہ باڑ بندی، اور مسٹرٹل کی وہ نئی بیج بونے والی جدید ڈرل مشین؟
جی ہاں، اور شہروں کی بڑھتی ہوئی آبادی کی طرف سے اناج کی اس اونچی ڈیمانڈ نے کسانوں کو زراعت میں نئی انقلابی ایجادات کرنے پر مجبور کر دیا


لنچ کا وقت ہو گیا ہے
12:59
مگر ڈاکٹر سمتھ! کیا یہ شاندار معاشی ارتقاء پورے یورپ میں اسی طرح یکساں ہوا تھا؟
اوہ، بالکل نہیں، میرے لارڈ۔
بالکل ایسا ہی ہے۔ شہروں کی اس مانگ اور کسانوں کی معاشی آزادی نے ملک میں اناج کی پیداوار کو اس حد تک بڑھا دیا کہ ایک بہت بڑی بڑھتی ہوئی آبادی کا پیٹ بھرنا اب مستقل طور پر پائیدار بن چکا تھا۔
ہاہا! دیکھا جائے تو تاریخ کے اس 'لازمی اور طے شدہ سرکاری ارتقاء' کا کاغذی دعویٰ بالکل ایک ردی کا ڈھیر ثابت ہوا!


بہت سے ممالک میں اب بھی 'حق حیشٹھا' یعنی وراثت کا وہ کالا قانون لاگو تھا، جہاں باپ کی مرنے کے بعد پوری جائیداد اور زمین صرف اور صرف سب سے بڑے بیٹے کے حوالے کر دی جاتی تھی
بونگ
بالکل میری طرح، ہاہا!
اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ زمین ہمیشہ چند مخصوص ہاتھوں میں ہی قید رہی۔ چنانچہ وہاں زراعت کبھی آزاد نہ ہو سکی، اور وہ ممالک معاشی ترقی کی اس دوڑ میں بہت پیچھے رہ گئے۔


یورپ میں خوشحالی کے ارتقاء کی تاریخ
آخری حصہ
جیسا کہ ڈاکٹر ایڈم اسمتھ نے ڈیوک آف بکلو کو بتایا، اور ایڈورڈ گبن نے اسے قلم بند کیا
شکر ہے، لگتا ہے گبون صاحب بالآخر یہاں سے رخصت ہو چکے ہیں۔
رومن امپائر
لٹریچر
ورجل
دیگر باتیں
مجھے پکا یقین نہیں ہے، میں نے اسے ابھی یہیں کہیں آس پاس دیکھا تھا
تاجروں نے اپنے ذاتی فائدے، سبسڈیز اور اجارہ داریاں حاصل کرنے کے لیے حکومت میں بیٹھے اپنے بااثر مہروں کی جیبیں گرم کیں۔
انہوں نے غیر ملکی کمپیٹیشن پر سخت ترین سرکاری پابندیاں لگوائیں، اور یہ کاغذی عذر پیش کیا کہ یہ سب صرف ملک کے سونے کو باہر جانے سے بچانے کے لیے لازمی ہے۔
ہاں، بالکل وہی بلا!
یعنی مرکنٹیلیزم؟
پٹیشن
پٹیشن
رشوت
رشوت
اور یہی وہ بنیادی وجہ ہے، مائی لارڈ، جس نے ان اجارہ داریوں اور مرکنٹیلیزم کو جنم دیا جو اج کے دور میں بھی ہماری معاشی ترقی کا راستہ روکے کھڑے ہیں۔
وہ کیسے؟
کارخانوں اور فیکٹریوں پر اس حد سے زیادہ سرکاری توجہ نے زراعت اور کھیتی باڑی کو بالکل لاوارث اور نظر انداز کر کے رکھ دیا۔ چنانچہ، حکومتوں نے دور دراز علاقوں میں اپنی نوآبادیات (Colonies) قائم کرنا شروع کر دیں تا کہ وہ دوسرے ملکوں کو سونے کی ادائیگی کیے بغیر وہاں سے مفت یا سستا اناج اور پرتعیش اشیاء حاصل کر کے ان کا استحصال کر سکیں۔
یہ تو خوشحالی حاصل کرنے کا حد درجہ غیر قدرتی اور جابرانہ راستہ معلوم ہوتا ہے۔

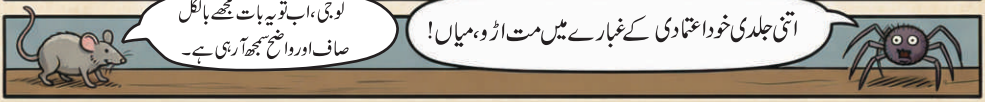

غیر قدرتی، بالکل سچ! اس جابرانہ نظام نے زمین، محنت اور سرمائے کو اپنی مرضی سے وہاں پہنچنے سے روک دیا جہاں وہ سب سے زیادہ پیداواری ثابت ہو سکتے تھے۔ اور اسی نے معاشی ترقی کے اس پورے پہیے کو سست کر کے رکھ دیا۔
ڈنمارک/ناروے
فرانس
چراگاہیں
برطانیہ
ہالینڈ
فرانس
برطانیہ
اسپین
پرتگال
اسپین
HEINZ
L'ACME CLARET
اور یہ سب صرف تاجروں کے ذاتی لالچ اور اقربا پروری کی بدولت ہوا۔
میں جا رہا ہوں
تو پھر اس کے بجائے ہمیں کس قسم کی پالیسیوں کی ضرورت ہے؟
سیدھا سا حل ہے: لوگوں کو اس بات کی مکمل آزادی دی جائے کہ وہ اپنے معاشی مفادات کا تحفظ خود کر سکیں! سخت ریگولیشنز کی جگہ سچے نفع اور ترغیب (Incentives) کو لایا جائے! منڈیوں کے دروازے کھولے جائیں تا کہ کسان کھل کر اناج پیدا کر سکیں، کاریگر مال تیار کر سکیں اور تاجر بغیر کسی سرکاری رکاوٹ اور ٹیکس کے آزادانہ سودا کر سکیں
روایتی دست سازروٹی
انڈے
محفوظ شدہ گوشت
دست ساز پنیر
انڈے
احتیاط سے سنبھالیں
مبارک ہیں پنیر بنانے والے
ایمازون
کتابی کیڑا
L'ACME CLARET


جی ہاں۔ یہ پورے معاشرے کو قانونِ قدرت کے ساتھ ہم آہنگ کر دیتی ہے، جہاں زراعت، کارخانے اور تجارت کا یہ باہمی ملاپ خود بخود ملک کے لیے حقیقی دولت تخلیق کرتا ہے۔
ڈاکٹر سمتھ! یہ فطری آزادی تو نئی ایجادات اور کارکردگی کو بڑھانے کا ایک حد درجہ شاندار نسخہ معلوم ہوتی ہے۔
LACME CLARET
اب تک تو سب ٹھیک چل رہا ہے
ذرا اس روشن صبح کے منظر کا تصور تو کرو! جاگیرداری کی زنجیریں ٹوٹ چکی ہیں۔ کسان، کاریگر اور تاجر سنہرے آسمان تلے آزادانہ تجارت کر رہے ہیں۔ کھیت، کارخانے اور بحری جہاز مل کر ایک قدرتی اور حسین خوشحالی کا نغمہ الاپ رہے ہیں
میری زندگی کی یادداشتیں
بقلم ایڈورڈ گبن
گبن
گبن
روم I
روم II
میری زندگی کی یادداشتیں بقلم ایڈورڈ گبن
اوہ نہیں! یہ بندہ اب بھی یہیں کھڑا ہے!
میں تو ہار مانتا ہوں! آؤ اب اس پینل کو یہیں بند کر دیں!
لیکن یاد رہے، کچھ ایسے چالاک لوگ بھی موجود ہیں جو اس قدرتی آزادی کے آزاد نظام کو صرف اپنے مخصوص مقاصد کے لیے توڑنا مروڑنا چاہتے ہیں۔
شکریہ، ایڈم۔ چلو اج کا یہ سیشن یہیں مکمل ہوا!
آزادیاں
مگر اس پر مزید تفصیلی بات، میرے لارڈ، ہمارے اگلے سبق میں ہوگی!

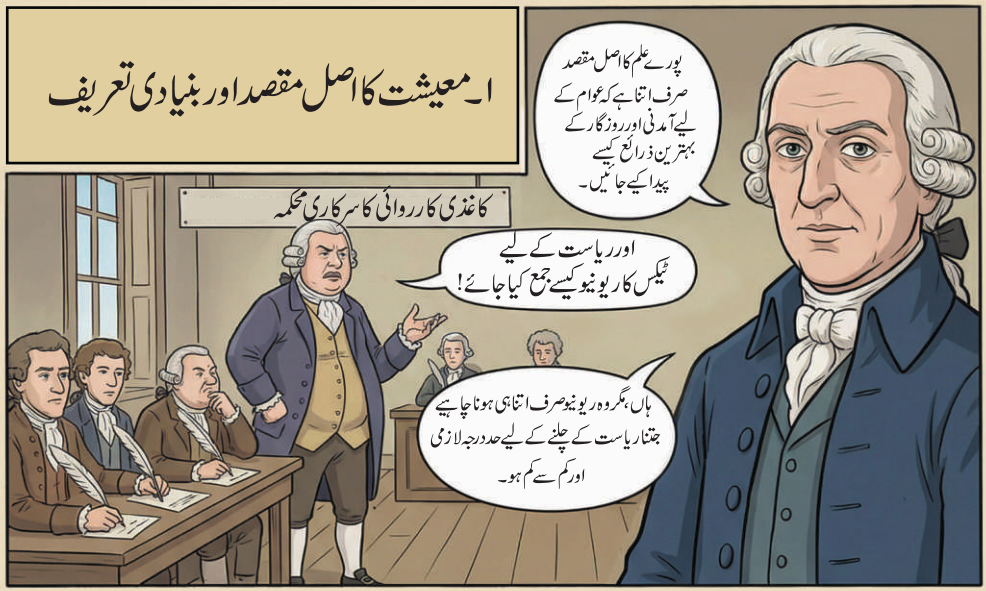
کتاب کا چوتھا حصہ — بک IV

پولیٹیکل اکانومی (سیاسی معیشت) کے مختلف نظاموں کا تفصیلی بیان۔

اس حصے میں ڈاکٹر ایڈم سمتھ اپنے دور کے مروجہ 'مرکنٹیلسٹ' اور زرعی نظریات کی خامیاں عیاں کرتے ہیں،
اور یہ ثابت کرتے ہیں کہ اصل معاشی ترقی صرف آزاد منڈیوں، سرمائے اور شہریوں کے ذاتی مفاد کے آزادانہ ملاپ سے ہی ممکن ہے۔



۱۔ معیشت کا اصل مقصد اور بنیادی تعریف






مرکنٹیلسٹ نظام
گولڈ گارنر اینڈ کمپنی
مرکنٹلسٹ بینک
24 گھنٹے، ساتوں دن
سونا اور چاندی
اے ٹی ایم
رم
مسٹر گولڈ گارنر،
مرکنٹلسٹ تو یہی مانتے ہیں۔
ڈاکٹر سمتھ! میں آپ کی یہ اکھڑی ہوئی لاجک بالکل نہیں سمجھ پا رہا! یہ تو دن کے اجالے کی طرح صاف ہے کہ سونا اور چاندی ہی اصل دولت ہیں۔ آپ کے پاس یہ جتنا زیادہ ہوگا، آپ اتنے ہی امیر مانے جائیں گے۔
امیروں پر ٹیکس
چنانچہ، ملکی پالیسی کا پورا زور صرف اسی نقد رقم کو جمع کرنے پر ہونا چاہیے! اپنی نوآبادیات سے اندھا دھند سونا اور چاندی کھود کر لائیں، جیسا کہ ہسپانوی (Spaniards) کرتے ہیں؛ اور اپنا مال باہر کے ملکوں میں اتنا زیادہ بیچیں کہ نقد کیش ہمارے بنکوں میں رلتا پھرے
مرکنٹلسٹ
ہمارے دور کا سب سے مقبول اور روایتی سرکاری نظریہ، ڈاکٹر سمتھ!
یہ وہ روایتی پٹی ہے، مسٹر گولڈ گارنر، جو مرکنٹیلسٹس دنیا کو پڑھاتے ہیں۔
یہ سچ ہے، مگر یہی پٹی آپ کا پورا دھیان صرف بیرونی تجارت کی طرف جکڑ دیتی ہے اور آپ کو اپنے ملک کی اندرونی اور گھریلو معیشت سے بالکل غافل کر دیتی ہے۔
عمدہ ملبوسات
تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟ گھریلو بزنس سے ہمیں باہر کا غیر ملکی سونا تو حاصل نہیں ہوتا نا!
مگر یاد رہے کہ ہماری اپنی ملکی اور گھریلو معیشت کہیں زیادہ اہم ہے۔ یہ ہمارے ملک کی مجموعی دولت کا سب سے بڑا حصہ خود پیدا کرتی ہے۔
24/7
سونا اور چاندی
اے ٹی ایم
رم
کوک
یہ سب بکواس اور بالکل فضول باتیں ہیں، سرکار! اگر کسی کام سے باہر کا غیر ملکی سونا ملک میں نہیں آ رہا، تو میری نظر میں اس کا ردی جتنا بھی فائدہ نہیں ہے!

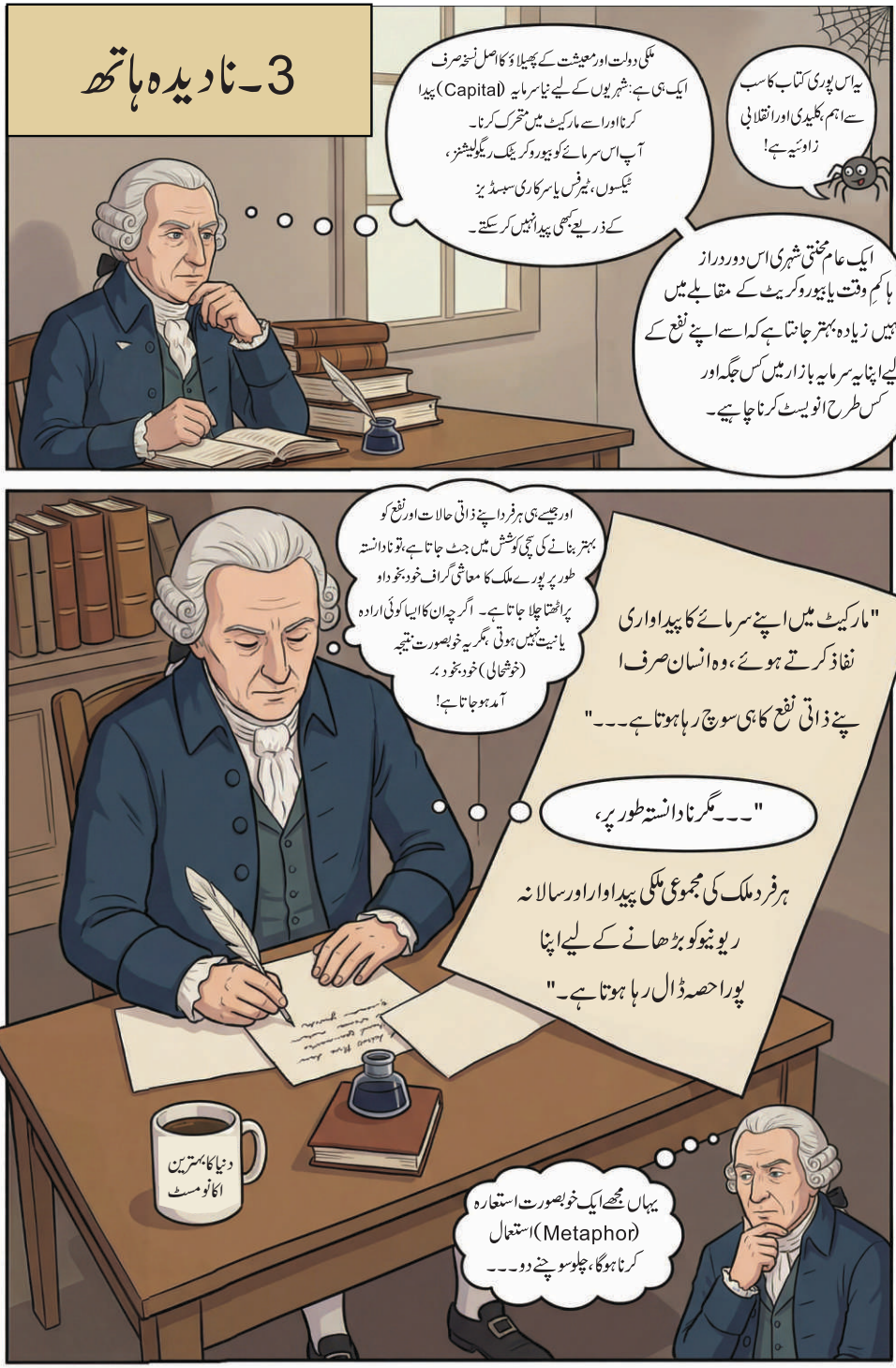

عمدہ ملبوسات
بازار کے کسی بھی سودے میں یہ کاغذی سوچ رکھنا کہ بیچنے والا ہمیشہ جیتتا ہے اور خریدنے والا ہمیشہ ہارتا ہے، سراسر غلط اور نادانی ہے۔ اگر دونوں میں سے کسی ایک کا بھی نقصان ہو رہا ہو تو وہ بازار میں یہ تبادلہ کبھی کریں گے ہی نہیں۔
تجارت سے دونوں کا فائدہ ہوتا ہے۔
گولڈ گارنر اینڈ کمپنی
مرکنٹائل بینک
24/7
سونا اور چاندی
ATM
کریانہ اسٹور
نیچر اینڈ ٹیسٹر
مگر ڈاکٹر سمتھ! سودا ختم ہونے پر بیچنے والے کی جیب تو زیادہ امیر اور بھاری ہو جاتی ہے نا!
ہاں، مگر وہ صرف نقد رقم کی حد تک امیر ہوتا ہے۔ جبکہ دوسری طرف، خریدار کو وہ مال حاصل ہو جاتا ہے جس کی افادیت اس کی نظر میں اس نقد قیمت سے کہیں زیادہ تھی۔ چنانچہ یہ سودا ان دونوں کے حالات کو بہتر بناتا ہے۔

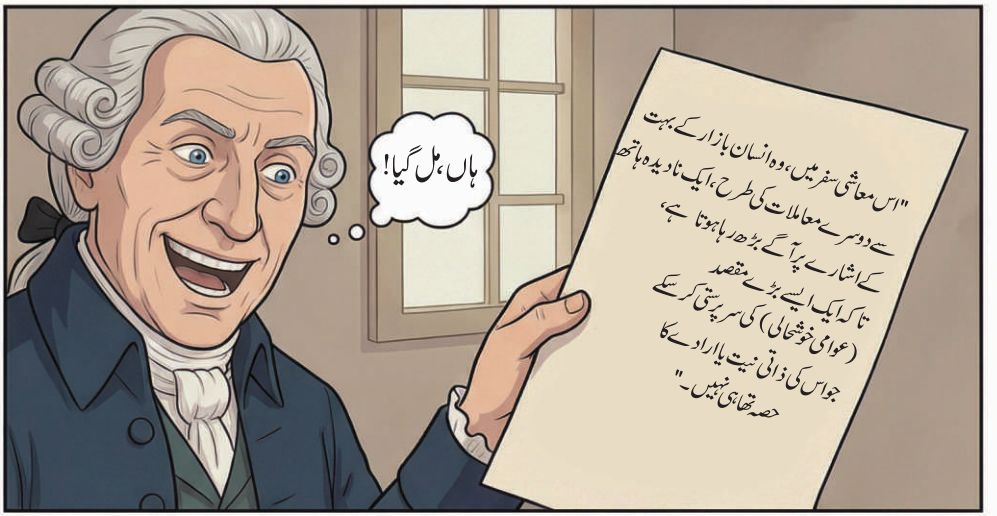

اوہ ہاں، بالکل کہہ سکتا ہے! پیسہ صرف تبادلے کو آسان بنانے کا ایک اوزار ہے۔ مگر انسان کو اصل میں جس چیز کی سچی تڑپ اور ضرورت ہوتی ہے، وہ وہ مال ہے جسے اس پیسے سے خریدا جا سکے، نہ کہ وہ پیسہ خود۔
سونا ہی اصل پیسہ ہے، ڈاکٹر صاحب! اور بھلا کوئی بھی انسان یہ کہہ سکتا ہے کہ اس کے پاس ضرورت سے زیادہ پیسہ آ گیا ہے؟
تبادلے کی ضرورت سے زیادہ نقد رقم اپنے پاس جمع کر کے رکھنے کا بازار میں ردی جتنا بھی فائدہ نہیں ہوتا۔

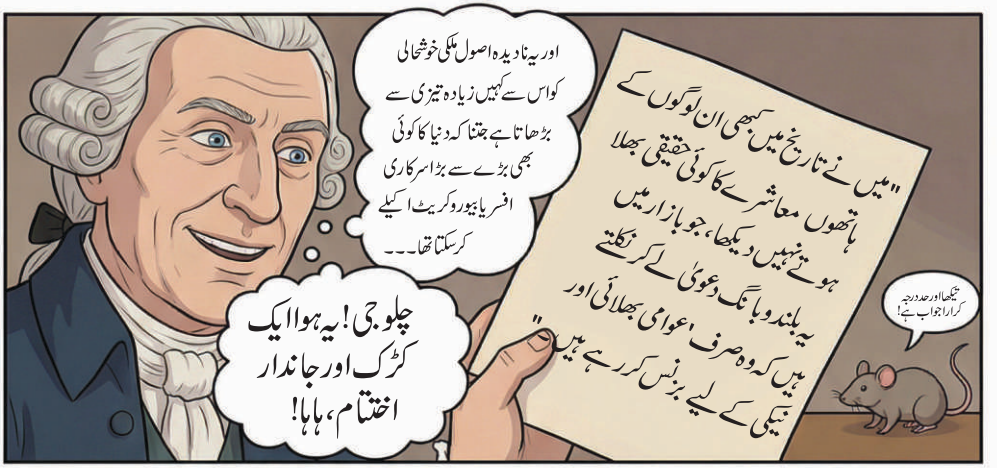

بس بہت ہوا! خدا کا شکر ہے کہ آپ کے یہ پاگل پن والے خیالات آج کی دنیا میں کبھی مقبول نہیں ہو پائیں گے۔
یہ تو آنے والا وقت ہی بتائے گا، مسٹر گولڈ گارنر۔
وقت ہی اس کا اصل فیصلہ کرے گا۔


یہ جو تم تجارتی ریگولیشنز اور امپورٹ پر ڈیوٹیاں لگاتے ہو، یہ بازار کو کوئی فائدہ نہیں پہنچاتیں۔ یہ صرف چند مخصوص اجارہ دار صنعتوں کی جیبیں بھرتی ہیں،
اور اس کا پورا بوجھ ملک کے باقی تمام شہریوں پر ڈال دیتی ہیں۔ یہ ڈیوٹیاں ان چند لٹیرے پروڈیوسرز کو اپنے ہی ملک میں ایک غاصبانہ اجارہ داری (Monopoly) فراہم کر دیتی ہیں۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ قیمتیں آسمان کو چھونے لگتی ہیں اور خریدار کے پاس کوئی چوائس نہیں بچتی۔
24/7
سونا اور چاندی
اے ٹی ایم
جناب! ہمیں اپنے ملک کا سونا باہر بہنے سے ہر قیمت پر روکنا ہوگا! باہر کا غیر ملکی سامان خریدنا ہم سب کو بالکل برباد کر کے رکھ دے گا!

3۔نادیدہ ہاتھ




ہاں، مل گیا!
"اس معاشی سفر میں، وہ انسان بازار کے بہت سے دوسرے معاملات کی طرح، ایک نادیدہ ہاتھ کے اشارے پر آگے بڑھ رہا ہوتا ہے، تاکہ ایک ایسے بڑے مقصد (عوامی خوشحالی) کی سرپرستی کر سکے جو اس کی ذاتی نیت یا ارادے کا حصہ تھا ہی نہیں۔"


اور یہ نادیدہ اصول ملکی خوشحالی کو اس سے کہیں زیادہ تیزی سے بڑھاتا ہے جتنا کہ دنیا کا کوئی بھی بڑے سے بڑا سرکاری افسر یا بیوروکریٹ اکیلے کر سکتا تھا۔۔۔
چلو جی! یہ ہوا ایک کڑک اور جاندار اختتام، ہاہا!
"میں نے تاریخ میں کبھی ان لوگوں کے ہاتھوں معاشرے کا کوئی حقیقی بھلا ہوتے نہیں دیکھا، جو بازار میں یہ بلند و بانگ دعویٰ لے کر نکلتے ہیں کہ وہ صرف 'عوامی بھلائی اور نیکی' کے لیے بزنس کر رہے ہیں۔"
تیکھا اور حد درجہ کرارا جواب ہے!


بس یہی نسخہ ہے! دھر لیا میاں!
دنیا کا عظیم معیشت دان
#FreeMarketVibes

THE STRAND MAGAZINE

دی اسٹرانڈ میگزین

شیرلاک ہومز کی ایک نئی تفتیش: 'نادیدہ ہاتھ کا پراسرار معمہ'

بقلم آرتھر کونن ڈائل۔



خزاں کی دھند نے لندن کی گلیوں کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا۔ 221 بی بیکر اسٹریٹ کے ہمارے چھوٹے سے اپارٹمنٹ کے اندر، شیرلاک ہومز اپنی آرام دہ کرسی پر بیٹھے پائپ کا دھواں اڑا رہے تھے، ان کی آنکھیں گہری سوچ میں موندھی تھیں۔ میں (ڈاکٹر واٹسن) اپنے نوٹ بک کے صفحات درست کر رہا تھا تاکہ اسٹرانڈ میگزین کے لیے ہماری اس نئی مہم کی داستان لکھنا شروع کروں۔

اس دیر گئے چراغوں کے سائے میں صرف بھٹی کے ابلنے کی دھیمی آواز گونج رہی تھی۔ مگر یکلخت دروازے پر ایک تیز دستک ہوئی۔ ہماری ہاؤس کیپر مسز ہڈسن کمرے میں داخل ہوئیں، ان کے ہمراہ ایک معزز تاجر کھڑے تھے جن کے چہرے کا خوف یہ بتا رہا تھا کہ معاملہ حد درجہ ہنگامی ہے۔ مسز ہڈسن بولیں: "مسٹر ہومز، ڈاکٹر واٹسن! یہ تھریڈ نیڈل اسٹریٹ کے ایک بڑے بنکر، مسٹر جارج شارپ ہیں۔"

بنکر مسٹر شارپ اپنی پیٹا ساتے ہوئے بنکر مسٹر شارپ — بمبل: مسٹر ہومز، میری عقل اب بالکل کام نہیں کر رہی! تھریڈ نیڈل اسٹریٹ میں میرے بنک 'شارپ اینڈ کمپنی' کے محفوظ ترین تہ خانے سے سونے کے سکے پراسرار طریقے سے غائب ہو رہے ہیں! وہاں چوری کا کوئی نشان موجود نہیں ہے، اور کوئی بھی ملازم اس تہ خانے میں اکیلا داخل نہیں ہوتا۔ یہ منظر ایسا ہے جیسے ہمارے سونے کو کوئی نادیدہ ہاتھ خاموشی سے اڑا رہا ہو!

ہومز کھڑے ہوتے ہوئے شیرلاک ہومز پائپ تھامے — بمبل: نادیدہ ہاتھ؟ یہ الفاظ تو ہمارے معاشی فلسفی ایڈم سمتھ کے ہیں۔ مگر محترم تاجر، ذرا اس معمے کی باریک بیانی تو کیجیے۔ تصویر کا کیپشن: ہومز کی آنکھیں یکلخت چمک اٹھیں، جیسے کسی شکاری کتے کو اپنے شکار کی بو مل چکی ہو۔

ہومز بنک کے تہ خانے میں تفتیش کرتے ہوئے تصویر کا کیپشن مسٹر شارپ نے بتایا کہ بندتہ خانے سے غائب ہونے والی رقم اتنی قلیل ہوتی ہے کہ روزمرہ کے حساب کتاب میں نظر بھی نہیں آتی، مگر جمع ہو کر یہ ایک بہت بڑا حجم بن چکی ہے۔ تہ خانے کی دیواریں لوہے اور گرینائٹ کا ایک ناقابلِ تسخیر قلعہ تھیں اور اس کے تالے بالکل محفوظ تھے۔ ہومز اب پوری طرح الرٹ ہو چکے تھے، انہوں نے چشمہ درست کیا اور چلائے: "واٹسن! فوراً تھریڈ نیڈل اسٹریٹ چلو، اور ہاں، اپنا ریوالور ساتھ لانا مت بھولنا۔"

ہومز کاؤنٹر کے نیچے محدب شیشہ لے کر جھکے ہیں شیرلاک ہومز — بمبل: واٹسن! یہ نادیدہ ہاتھ معیشت کا کوئی استعارہ یا جادو نہیں ہے، بلکہ یہ کسی انسان کی بدترین عیاری اور مکر و فریب کا نشان ہے! ہومز گیس لیمپ کے دھیمے سائے میں تالوں، ہینڈلز اور دیواروں کا باریک بینی سے جائزہ لے رہے تھے، مگر وہاں کسی توڑ پھوڑ کا کوئی سراغ موجود نہیں تھا۔

ہم نے بنک کے عملے کے بیانات قلمبند کیے، جن میں ان کا ہیڈ کلرک مسٹر آرچیبالڈ وائلی بھی شامل تھا، جو رائل انجینئرز کا سابق افسر رہ چکا تھا اور جس کے تیار کردہ بے داغ حساب کتاب کے کھاتوں پر پورے بنک کو بڑا ناز تھا۔

رات کے اندھیرے میں بند تہ خانے کا منظر — ایک لوہے کا ہاتھ ابھرا ہے تصویر کا کیپشن : اسی رات، مسٹر شارپ نے ہمیں تہ خانے کے اندر ایک بڑے لوہے کے ستون کے پیچھے خاموشی سے چھپا دیا۔ گھنٹوں گزرتے گئے، میرے اعضاء سردی سے سن ہونے لگے، مگر ہومز بالکل الرٹ کھڑے تھے، ان کے کان فضا میں گونجنے والی معمولی سی سراہٹ پر لگے تھے۔ رات کے ٹھیک بارہ بجے، اندھیرے میں ایک عجیب سی مشینی گھرگھراہٹ ابھری۔ ہماری حیرت کی انتہا نہ رہی جب ہم نے دیکھا کہ نوٹ گننے والی میز کے نچلے خفیہ حصے سے لوہے کا ایک مکینیکل ہاتھ (Mechanical arm) باہر نکلا، اس کی دھاتی انگلیوں نے بڑی صفائی سے بکس میں سے سونے کے دو سکے اٹھائے، اور نیچے بنے ایک خفیہ خانے میں غائب ہو گیا۔



ہومز اندھیرے میں واٹسن سے سرگوشی کرتے ہوئے : واٹسن! اب ہمارا کام صرف اتنا ہے کہ ہم کل صبح تک یہ دیکھیں کہ ان چوری شدہ سکوں کو اس خفیہ خانے سے نکالنے کون آتا ہے۔ مگر ہم دونوں اچھے سے جانتے ہیں کہ وہ کون ہو سکتا ہے۔

ڈاکٹر واٹسن: ظاہر ہے، مجھے اس وقت تک کوئی اندازہ نہیں تھا کہ وہ کون ہے!

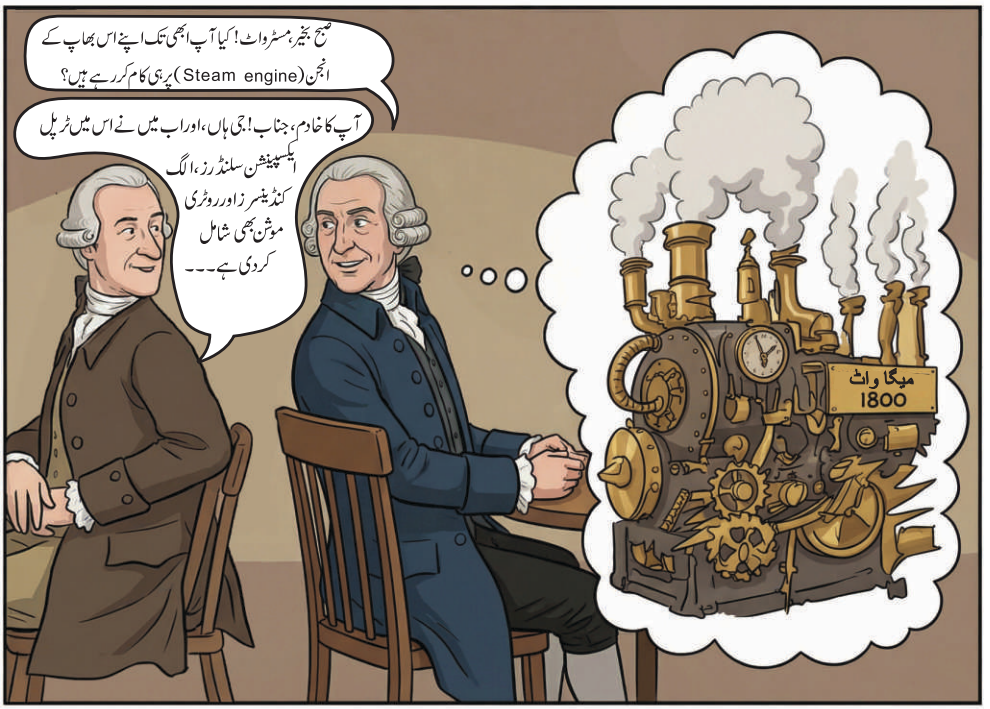
اگلی صبح، جیسے ہی مسٹر شارپ اور ہیڈ کلرک وائلی نے تہ خانہ کھولا، وائلی نے روایتی چالاکی سے میز کے نیچے ہاتھ ڈال کر سکے نکالنے کی کوشش کی، مگر اس سے پہلے کہ وہ سونا اپنی جیب میں چھپاتا، ہومز ایک عقاب کی طرح اس پر جھپٹے۔ پکڑے جانے پر کلرک وائلی روتے ہوئے — کہتا ہے کہ میں نے یہ پورا مشینی آئیڈیا ایڈم سمتھ کے اسی نادیدہ ہاتھ کے تصور سے متاثر ہو کر بنایا تھا، مجھے معاف کر دیں! شیرلاک ہومز غصے سے دھاڑے، اپنی زبان بند کرو، وائلی! ایڈم سمتھ کا نادیدہ ہاتھ چوری کا کوئی مشینی اوزار نہیں تھا، بلکہ وہ تو سماجی خوشحالی اور باہمی تعاون کا قدرتی اصول ہے! اب جیل کی کال کوٹھڑی میں بیٹھ کر سمتھ کی اخلاقی احساسات کا نظریہ پڑھو اور اپنے ضمیر کو سدھارو! واٹسن، اسے سپاہیوں کے حوالے کرو اور میں اس شیطانی مشین کو توڑتا ہوں۔

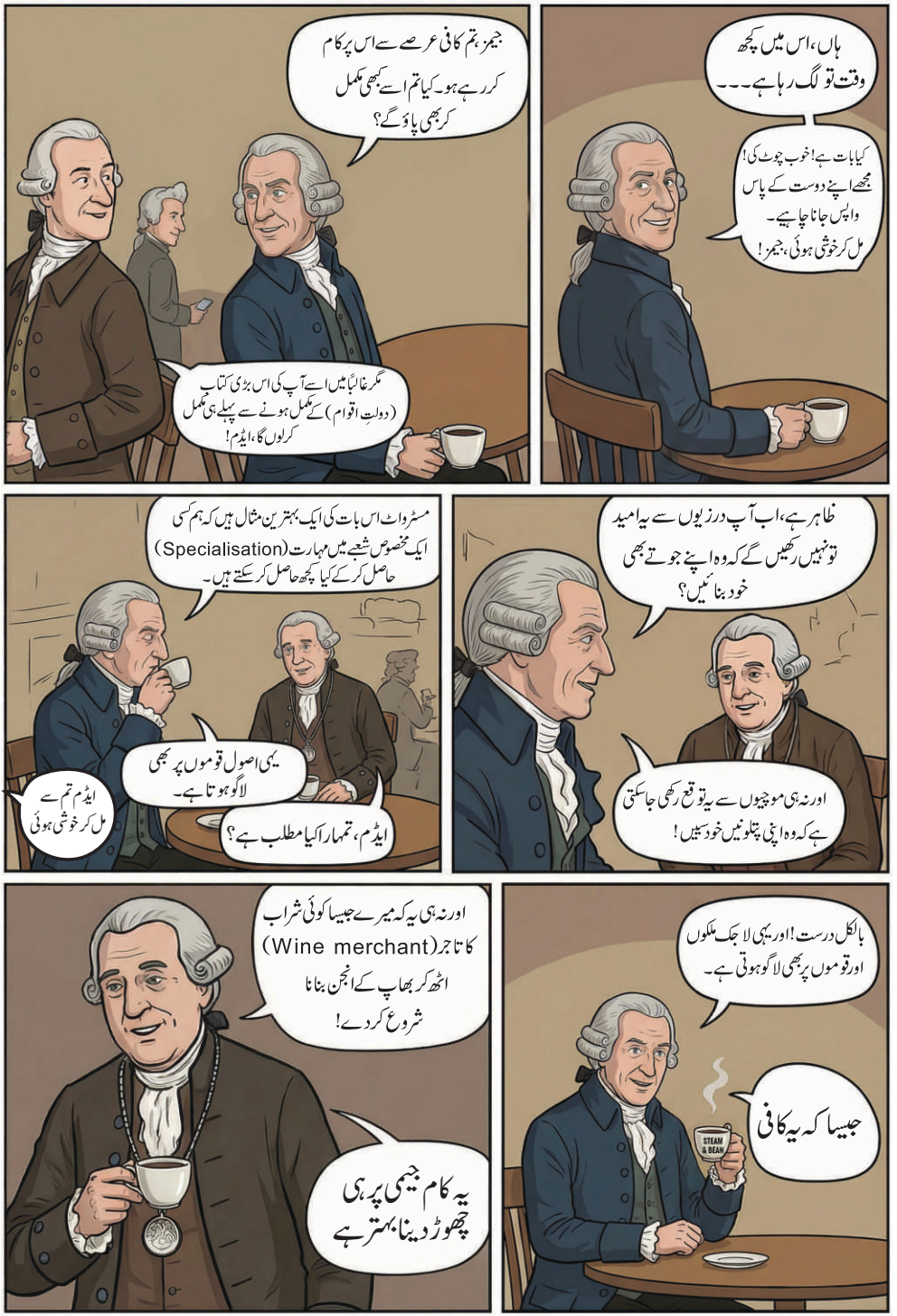
سپاہی چور کو لے جا رہے ہیں اور ہومز و مسٹر شارپ کھڑے ہیں؛ شیرلاک ہومز: تو مسٹر شارپ، آپ نے دیکھا؟ یہ کوئی جادوئی نادیدہ ہاتھ نہیں تھا، بلکہ ایک جیتے جاگتے لٹیرے کا گوشت پوست کا ہاتھ تھا، جو صرف اپنے مالک کے گھٹیا لالچ کی خدمت پر لگا ہوا تھا۔ مسٹر شارپ نے خوشی اور احسان مندی کے جذبے سے مغلوب ہو کر ایک بھاری انعام ہومز کی طرف بڑھایا، جسے ہومز نے بڑی شان سے ہاتھ کے اشارے سے مسترد کر دیا، اور بولے: "اس سنگین معمے کا یہ سائنسی حل ہی میرا سب سے بڑا انعام ہے۔"

ہومز اور واٹسن دوبارہ اپنے کمرے میں سکون سے بیٹھے ہیں۔ شیرلاک ہومز پائپ جلاتے ہوئے : واٹسن! ذاتی مفاد (Self-interest) ایک قدرتی اور مثبت چیز ہے، مگر بدعنوان لالچ انسان کو دوسروں کو دھوکہ دینے پر مجبور کرتا ہے، ان کی خدمت کرنے پر نہیں۔ صرف وائلی جیسا ایک چور دماغ ہی سمتھ کے اس عظیم بیانیے کا اتنا گھٹیا مطلب نکال سکتا تھا۔ ہومز نے پائپ جلایا، دھواں اس حل شدہ معمے کے دھندلکے کی طرح فضا میں لہرانے لگا۔ میں نے اپنی نوٹ بک سیدھی کی اور اپنے قلم کو ایک بار پھر متحرک کر دیا۔




3۔تجارت میں تخصیصِ کار
ایک دوست ایڈم سمتھ کو ایڈنبرا کے ایک کافی ہاؤس لے جاتے ہوئے۔۔۔
اولڈ ریکی کافی
نیسی
جان، یہ واقعی ایک بہت ہی عمدہ اور پرسکون جگہ ہے۔
اوہ ہاں! یہاں ہر کوئی آتا ہے، ڈاکٹر سمتھ! تاجر، مصنفین، اور آپ جیسے مفکرین۔۔۔ اور موجد (Inventors) بھی! ذرا پیچھے مڑ کر دیکھیں، آپ کے دوست جیمز واٹ کھڑے ہیں۔
اسٹیم پنک
منفت ری فل


صبح بخیر مسٹر واٹ! کیا آپ ابھی تک اپنے اس بھاپ کے انجن (Steam engine) پر ہی کام کر رہے ہیں؟
آپ کا خادم، جناب! جی ہاں، اور اب میں نے اس میں ٹرپل ایکسپینشن سلنڈرز، الگ کنڈینسر اور روٹری موشن بھی شامل کر دی ہے۔۔۔
میگا واٹ
1800


ہاں، اس میں کچھ وقت تو لگ رہا ہے۔۔۔
کیا بات ہے! خوب چوٹ کی! مجھے اپنے دوست کے پاس واپس جانا چاہیے۔ مل کر خوشی ہوئی، جیمز!
جیمز، تم کافی عرصے سے اس پر کام کر رہے ہو۔ کیا تم اسے کبھی مکمل کر بھی پاؤ گے؟
مگر غالباً میں اسے آپ کی اس بڑی کتاب (دولتِ اقوام) کے مکمل ہونے سے پہلے ہی مکمل کر لوں گا، ایڈم!
ظاہر ہے، اب آپ درزیوں سے یہ امید تو نہیں رکھیں گے کہ وہ اپنے جوتے بھی خود بنائیں؟
اور نہ ہی موچیوں سے یہ توقع رکھی جا سکتی ہے کہ وہ اپنی پتلونیں خود سییں!
مسٹر واٹ اس بات کی ایک بہترین مثال ہیں کہ ہم کسی ایک مخصوص شعبے میں مہارت (Specialisation) حاصل کر کے کیا کچھ حاصل کر سکتے ہیں۔
یہی اصول قوموں پر بھی لاگو ہوتا ہے۔
ایڈم، تمہارا کیا مطلب ہے؟
ایڈم تم سے مل کر خوشی ہوئی
بالکل درست! اور یہی لاجک ملکوں اور قوموں پر بھی لاگو ہوتی ہے۔
جیسا کہ یہ کافی
STEAM & BEAN
اور نہ ہی یہ کہ میرے جیسا کوئی شراب کا تاجر (Wine merchant) اٹھ کر بھاپ کے انجن بنانا شروع کر دے!
یہ کام جیمی پر ہی چھوڑ دینا بہتر ہے

"۔۔۔جبکہ وہاں کے لوگ شیفیلڈ میں ہمارے ماہر کارخانوں سے لوہے کا سامان امپورٹ کرتے ہیں۔"

یہ ہماری نوآبادیات سے آتی ہے، جہاں یہ قدرتی طور پر اور وافر مقدار میں اگتی ہے۔۔۔"

"چنانچہ، صنفِ کار اور باہمی تجارت کے ذریعے ہر ایک کو بہتر اور سستا سامان حاصل ہو جاتا ہے۔"

"یہ ہر سمجھدار گھریلو سربراہ کا بنیادی اصول ہوتا ہے کہ وہ کبھی بھی کوئی ایسی چیز گھر پر بنانے کی کوشش نہ کرے جسے بازار سے خریدنا گھر پر بنانے سے زیادہ سستا پڑتا ہو۔ اور جو بات ایک عام سمجھ دار خاندان کے لیے عقل مندی ہے، وہ کسی عظیم سلطنت یا ملک کے لیے حماقت نہیں ہو سکتی۔"

" مگر کیا ہمیں اپنا سونا باہر بھیجنے کے بجائے یہ کوشش نہیں کرنی چاہیے کہ ہم جتنا ممکن ہو سکے، سامان اپنے ہی ملک میں خود بنائیں؟"

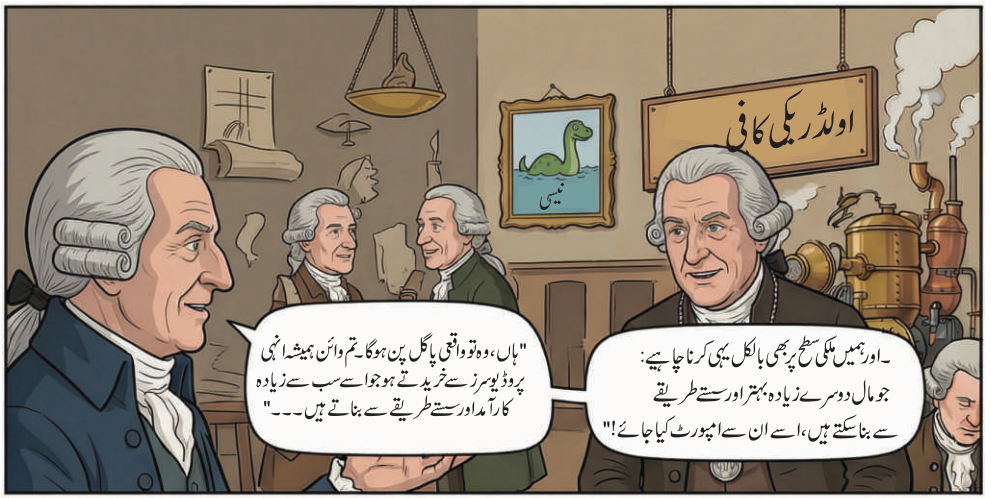
"ہاہا! میں ابھی اپنی کتاب میں اسی بارے میں لکھ رہا تھا، جان!"

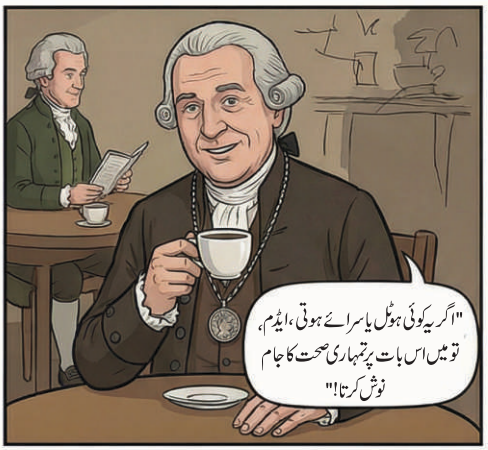
"اسکاٹ لینڈ کی اس شدید سرد اور برسات والی آب وہوا میں؟ کیا تم پاگل ہو گئے ہو؟"

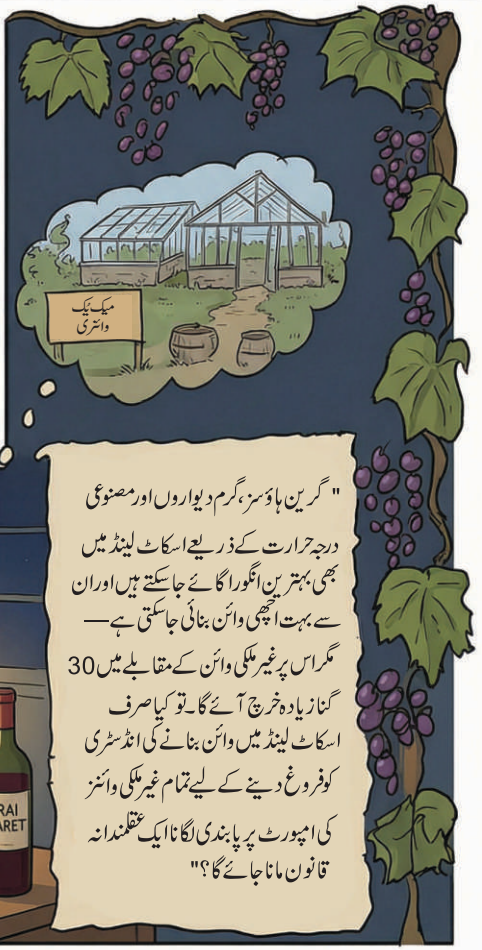
"میں اب بھی یہی سمجھتا ہوں کہ ہمیں خود کفیل بننے کی کوشش کرنی چاہیے، ایڈم۔"

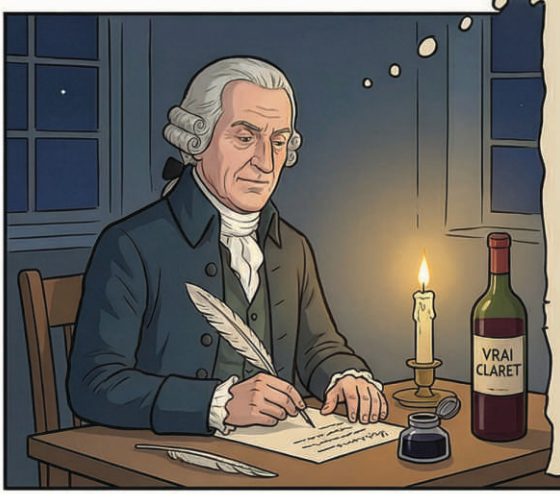
"جان، تم خود وائن کے تاجر ہو۔ کیوں نہ تم مکمل طور پر خود کفیل بن جاؤ اور اسکاٹ لینڈ میں اپنا ذاتی انگوروں کا باغ بنا لو؟ اور اپنے ملک کی بنی ہوئی وائن بیچو!"


بدذائقہ
CLYDE CLARET
"مجھے اس کے لیے بڑے بڑے شیشے کے گرین ہاؤسز بنانے اور انہیں گرم رکھنا پڑے گا!
اس وائن کا ذائقہ بالکل بھیڑ دھوئے ہوئے گندے پانی (sheepdip) جیسا ہوگا!
اور اس پر اتنا خرچ آئے گا کہ وہ اس فرانسیسی وائن کے مقابلے میں 30 گناز یادہ مہنگی پڑے گی جو میں فرانس سے امپورٹ کرتا ہوں!
یہ تو نری حماقت ہے!"
خواہ ٹیکس دہندگان اس پر کتنی ہی سرکاری سبسڈی کیوں نہ دیں!"
"بالکل درست! اور یہی وہ اصل قیمت ہے جو ایک ملک کو 'خود کفیل' بننے کی نادان کوشش میں ادا کرنی پڑتی ہے


اولڈ ریکی کافی
نیسی
۔اور ہمیں ملکی سطح پر بھی بالکل یہی کرنا چاہیے: جو مال دوسرے زیادہ بہتر اور سستے طریقے سے بنا سکتے ہیں، اسے ان سے امپورٹ کیا جائے!"
"ہاں، وہ تو واقعی پاگل پن ہوگا۔ تم وائن ہمیشہ انہی پروڈیوسرز سے خریدتے ہو جو اسے سب سے زیادہ کارآمد اور سستے طریقے سے بناتے ہیں۔۔۔"


"اگر یہ کوئی ہوٹل یا سرائے ہوتی، ایڈم، تو میں اس بات پر تمہاری صحت کا جام نوش کرتا!"


میک یک وائنری
" گرین ہاؤسز، گرم دیواروں اور مصنوعی درجہ حرارت کے ذریعے اسکاٹ لینڈ میں بھی بہترین انگور اگائے جا سکتے ہیں اور ان سے بہت اچھی وائن بنائی جا سکتی ہے — مگر اس پر غیر ملکی وائن کے مقابلے میں 30 گنا زیادہ خرچ آئے گا۔ تو کیا صرف اسکاٹ لینڈ میں وائن بنانے کی انڈسٹری کو فروغ دینے کے لیے تمام غیر ملکی وائنز کی امپورٹ پر پابندی لگانا ایک عقلمندانہ قانون مانا جائے گا؟"


VRAI CLARET

4۔ آزاد تجارت کا ناپید سراب




" مگر ذرا اس کسٹم افسر کو تو دیکھو۔ اس کا کام اس فائدہ مند باہمی تبادلے کو آسان بنانا نہیں ہے، بلکہ اس پر پابندیاں لگانا اور اسے روکنا ہے۔"
بلکہ یہ اس پر پابندیاں لگاتا اور اسے روکتا ہے۔
#colonialvibes
IMPORT DUTIES
LINEN
اوہ ہاں، جناب! جتنا زیادہ سونا ہم غیر ملکیوں کو ان کے سامان کے عوض دیں گے، وہ اتنے ہی زیادہ مضبوط ہوں گے اور ہم کمزور ہو جائیں گے۔ ہم ایسا بالکل نہیں چاہتے نا، جناب؟
کیوں افسر صاحب، بہت سی امپورٹس کو باہر ہی روک رہے ہو نا؟
ہمم۔۔۔
پر سکون رہیں اور آزادانہ تجارت کریں
جس طرح ایک امیر انسان اپنے محلے کے محنتی لوگوں کے لیے غریب انسان کے مقابلے میں کہیں زیادہ بہتر گاہک ثابت ہوتا ہے، اسی طرح ایک امیر اور خوشحال قوم بھی دوسرے ملکوں کے لیے بہترین گاہک ہوتی ہے۔ چنانچہ امپورٹ پر پابندیاں لگا کر اپنے تمام پڑوسیوں کو غریب بنانے کی کوششیں اصل میں خود ہماری اپنی تجارت و حیثیت اور بے سود بنا دیتی ہیں۔"
دیکھا آپ نے؟ مرکنٹیلسٹس ہمیشہ دوسرے ملکوں کو کنگال کر کے خود امیر بننے کا خواب دیکھتے ہیں۔ وہ یہ بات بھول جاتے ہیں کہ ایک امیر اور خوشحال پڑوسی غریب پڑوسی کے مقابلے میں کہیں زیادہ بڑا اور فائدہ مند گاہک ثابت ہوتا ہے!
آپ کو اپنی کتاب میں یہ بات لازمی درج کرنی چاہیے، ڈاکٹر سمتھ!

یعنی ہم اپنے ٹیکس دہندگان کے پیسوں سے باہر کے غیر ملکی خریداروں کو سستا مال فراہم کر رہے ہیں؟

بالکل پتے کی بات سمجھے ہو!

اور ہمارا یہ جو ایکسپورٹ کا سامان باہر جا رہا ہے — صابن، موم بتیاں، کپڑا اور مچھلی — ان سب کو ٹیکس دہندگان کے پیسوں سے بھاری سبسڈیز دی جا رہی ہیں

صابن

موم بتیاں

نمکین مچھلی

اسکاٹش دھاری دار کپڑا

ہیگس

اسکاٹش باجا

ہاں، اور ہمارا قومی سرمایہ ان چند مراعات یافتہ صنعتوں کی طرف کھنچ جاتا ہے اور دوسری زیادہ منافع بخش صنعتوں سے محروم ہو جاتا ہے۔

یہ وہ بدترین نظام ہے جس میں ہم بری طرح جکڑے ہوئے ہیں۔ یعنی مرکنٹائل (تجارتی اجارہ داری کا) نظام۔

اور ان میں سے بہت سی انڈسٹریز وہ اجارہ داریاں ہیں جو حکومت میں بیٹھے دلالوں نے اپنے دوستوں کو تحفے میں دی ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ وہ خریدار سے اونچی سے اونچی قیمت وصول کرتے ہیں، جبکہ آزاد منڈی میں قیمت ہمیشہ وہی ہوتی ہے جو پروڈیوسر کے لیے مناسب ترین ہو۔

تو اس کا مطلب ہے کہ ہم شہری دگنا نقصان اٹھا رہے ہیں اونچے ٹیکس بھی دے رہے ہیں اور مہنگی قیمتیں بھی؟"

تجارت کرو، ٹیرف مت لگاؤ!

برطانیہ میں مکمل آزاد تجارت کے بحال ہونے کی توقع رکھنا اتنا ہی احمقانہ ہے جتنی کہ دنیا میں کسی خیالی جنت کے قائم ہونے کی امید رکھنا، کیونکہ نہ صرف عوام کے روایتی تعصبات، بلکہ اس سے کہیں زیادہ ناقابلِ تسخیر چیز یعنی بااثر افراد کے نجی مفادات اس کی راہ میں ہمالہ بن کر کھڑے ہیں۔

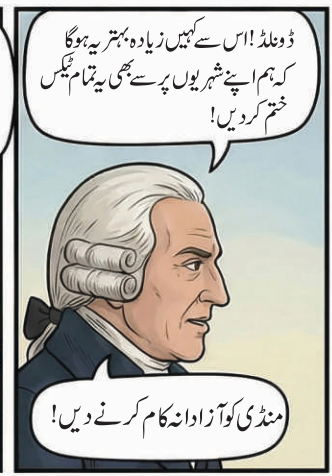
تجارت کرو، ٹیرف مت لگاؤ!

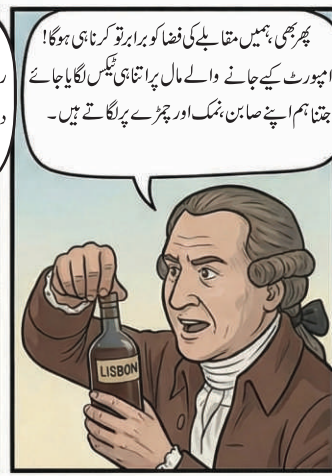
5۔ امپورٹ کنٹرولز کے حق اور مخالفت میں دلائل

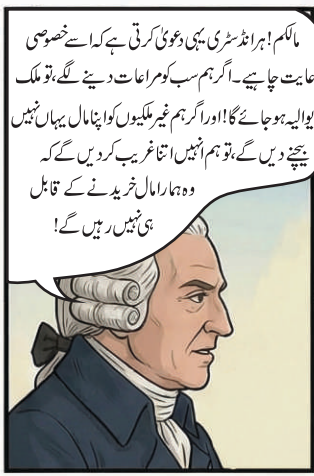
سمتھ اور ڈیوک کی لیتھ کے چند تاجر دوستوں سے ملاقات












خیر دوستو! میں نے نواب صاحب سے وعدہ کیا تھا کہ میں انہیں دکھاؤں گا کہ بحری جہاز کیسے بنتے ہیں۔ اب ہمیں اجازت دیں۔
یعنی حد درجہ چالاک اور مکار جانور! اور اگر وہ ملک ٹیکس نہ ہٹائیں، تو کیا ہم اپنے شہریوں پر یہ بوجھ مستقل برقرار رکھیں؟
مگر ڈاکٹر سمتھ! سیاست دان کہتے ہیں کہ ہمیں ٹیرف کی ضرورت اس لیے ہے تاکہ ہم دوسرے ملکوں سے بارگیننگ کر کے ان سے بھی اپنے مال پر سے ٹیکس ہٹوا سکیں!
بالکل، ڈاکٹر سمتھ۔۔۔ اور مائی لارڈ! خدا حافظ!
جہاز ہی جہاز
مالک: کرسٹی کیبل
1681ء سے جہازوں میں سرمایہ کاری
ملازمت کے مواقع
سنہرا تاجر
ڈاکٹر سمتھ! عالی جاہ! خوش آمدید!
میں نے مچھلی کے شکار کے لیے اس سے بڑا جہاز پہلے کبھی نہیں دیکھا!
یہ واقعی ایک شاہکار ہے، ایڈم! پورے سوٹن کا بوجھ اٹھا سکتا ہے!
شکریہ ایڈم! ہم یہاں مچھلی کے شکار کے لیے بڑے بڑے بحری جہاز اور ناؤ بنا رہے ہیں۔
KEELER
کرسٹی! تم نے یہاں حد درجہ شاندار شپ یارڈ بنا رکھا ہے۔


عالی جاہ! اصل بات یہ ہے کہ حکومت اس پر سالانہ 200 پاؤنڈ کی باؤنٹی یعنی سبسڈی دیتی ہے!
ہاں، صرف اس کے ڈھانچے اور تیاری پر ایک ہزار پاؤنڈ لگے ہیں،
اور جالیوں اور بیرلوں پر مزید ڈھائی سو پاؤنڈ!
یہ تو اپنے مالک کو ایک بھاری رقم میں پڑا ہوگا!
بھلا کوئی اتنا خرچ کیسے برداشت کر سکتا ہے؟
KEELER
KEELER
عالی جاہ! آپ نے دیکھا کہ سبسڈیز کس طرح فراڈ کو جنم دیتی ہیں؟ جہاز کے سائز پر ملنے والی اس سبسڈی نے لوگوں کو زیادہ مچھلیاں پکڑنے کے بجائے صرف بڑے جہاز بنانے پر لگا دیا ہے!
مجھے یہ پوائنٹ لازمی نوٹ کرنا ہوگا۔
تو پھر کوئی یہ خرچ کیوں اٹھائے گا، مسٹر کیولر؟ اتنے میں تو آپ بندرگاہ کی پوری مچھلی خرید سکتے تھے!
تاکہ ہماری نمکین مچھلی کی انڈسٹری کو سہارا مل سکے اور اسکاٹ لینڈ باہر سے سونا کما سکے۔
نمکین مچھلی کی صنعت کو دی جانے والی یہ باؤنٹی جہاز کے وزن اور سائز کے حساب سے طے کی جاتی ہے، نہ کہ مچھلی پکڑنے کی کارکردگی پر۔ اور بدقسمتی سے لوگ اب مچھلیاں پکڑنے کے لیے نہیں، بلکہ صرف وہ سرکاری سبسڈی پکڑنے کے لیے جہاز تیار کرتے ہیں۔
مجھے تجارت کا جنون ہے
پرانے سمتھ نے مرکنٹیلسٹس کی خوب دھلائی کی ہے!
اور مجھے یقین ہے کہ زراعت کا وہ زرعی نظریہ بھی سمتھ کے آگے زیادہ دیر نہیں ٹک پائے گا۔۔

زرعی نظام


بڑی ♥ بیکری
بی-۹ قصاب
THE BENEVOLENT BREWER
ہنری، اندر بیٹھو!
ایڈم سمتھ اور ڈیوک آف بکلوچ ایک سفارتی تقریب کی طرف جاتے ہوئے
14:59 :منزل تک وقت
اوہ ہاں! فرانسیسی فزیوکریٹس. وہ صرف زمین اور زراعت ہی کو معیشت کی اصل بنیاد مانتے ہیں۔
ڈاکٹر سمتھ! اس سفارتی تقریب میں پہنچنے سے پہلے، مجھے اس زرعی نظام کے بارے میں بتائیں جس کا آپ نے ذکر کیا تھا۔
اور کیا وہ صنعت و حرفت اور تجارت کو بالکل بے سود سمجھتے ہیں؟


12:32 :منزل تک وقت
۔۔۔اور بہترین طریقہ یہی ہے کہ یہ سب بغیر کسی حکومتی مداخلت کے ہو۔
وہ سمجھتے ہیں کہ یہ شعبے صرف زراعت کی خدمت کے لیے ہیں، ورنہ اپنی ذات میں یہ غیر پیداواری (unproductive) ہیں۔
کم از کم انہوں نے یہ تو مانا کہ اصل دولت پیداوار میں ہے، سونے میں نہیں۔۔۔
مگر حقیقت یہ ہے کہ زراعت، صنعت اور تجارت ان تینوں کو مل کر کام کرنا پڑتا ہے تا کہ ملک کے لیے حقیقی دولت پیدا کی جا سکے اور وہ بھی بغیر کسی سرکاری مداخلت کے!
اس سے صرف اناج کی شارٹیج اور قحط پیدا ہوگا! اگر نفع ہی نہیں ہوگا تو کسان اور تاجر مارکیٹ میں اناج لائیں گے ہی نہیں، اور نہ ہی خریدار دوسری متبادل خوراک کی طرف راغب ہوں گے۔
منڈی کو رسد اور طلب کا توازن خود بنانے دیں!
مگر ڈاکٹر سمتھ! خراب فصل کے مواقع پر اناج کی قیمتوں کی حد مقرر کرنا تو لازمی ہونا چاہیے تا کہ عوام روٹی خرید سکیں؟
00:00 :منزل تک وقت
وہ، لیکن لیجیے ہم تجارتی تقریب میں پہنچ گئے۔
ٹریفک کی تاخیر کے لیے معذرت، جناب! تمام سگنلز ہمارے خلاف تھے!

6۔نوآبادیاتی پالیسی کی تباہ کاریاں

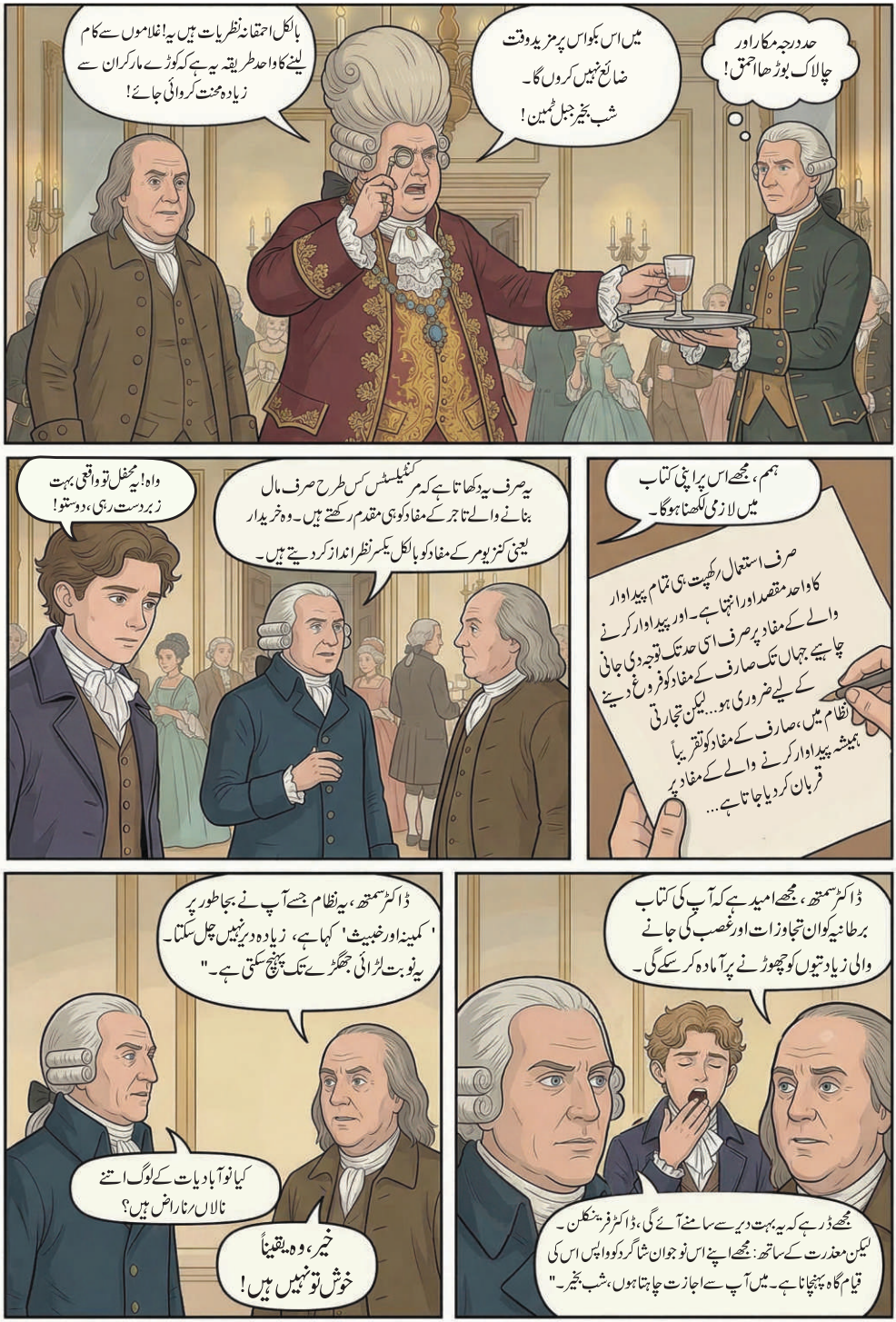
لندن کے بحری امور کے دفتر میں ایک عالی شان تقریب 1765ء

ارے واہ! تجارت سے جڑا ہر بڑا افسر یہاں موجود ہے، ڈاکٹر سمتھ! بارڈ آف ٹریڈ، کسٹمز کے کمشنرز، اور ایسٹ انڈیا کمپنی کے بڑے صاحب بھی

واہ! تجارت کو ان میں سے کسی کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر یہ اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں، تو یہ خود اپنا راستہ بنا لے گی۔

مگر آیئے، وہ سامنے نوآبادیاتی نمائندے ڈاکٹر بینجمن فرینکلن کھڑے ہیں، ان سے بات کرتے ہیں۔ وہ امریکہ پر لگائی گئی نئی تجارتی پابندیوں پر حد درجہ غصے میں ہوں گے۔


چند ماہ بعد
گڈ ایوننگ جینٹل مین! (ڈاکٹر سمتھ، مائی لارڈ! اور ڈاکٹر فرینکلن، آپ سے مل کر بے پناہ خوشی ہوئی۔ نوآبادیاتی شکر اور تمباکو کی یہ تجارت ہمارے لیے حد درجہ اہم ہے— اور میرا خیال ہے، آپ کے لیے بھی!
کیا؟ آپ یہ کس بنیاد پر کہہ رہے ہیں؟
کمشنر صاحب! ڈاکٹر سمتھ اور میرا یہ پختہ ماننا ہے کہ اس تجارت پر برطانیہ کی یہ عائد کردہ پابندیاں ہم میں سے کسی کے لیے بھی فائدہ مند نہیں ہیں۔
حالانکہ وہ مزارعین فصل کی کامیابی سے خود کوئی نفع حاصل نہیں کرتے، اس لیے ان کے پاس زمین کو اچھے طریقے سے جوتنے کی کوئی سچی نیت نہیں ہوتی
جبکہ امریکہ کے مکئی کے فارمز پر کوئی اجارہ داری نہیں ہے اور وہاں آزاد لوگ حد درجہ کارآمد اور سستے طریقے سے کھیتی باڑی کرتے ہیں
جنابِ والا! یہ ان سنگدلانہ اور مکارانہ قوانین کی بدولت حاصل ہونے والی برطانوی اجارہ داری ہی ہے جو ان باغات کو بظاہر زیادہ منافع بخش دکھاتی ہے۔"
فضول بات! یہ باغات انتہائی کفایت شعار ہیں۔ غلاموں کی دیکھ بھال اور خوراک پر تو برائے نام خرچ آتا ہے۔
اور محض اس ظاہری منافع کی وجہ سے وہ غلاموں سے کام لینے کے اخراجات برداشت کر پاتے ہیں۔۔۔


حد درجہ مکار اور چالاک بوڑھا احمق!
میں اس بکواس پر مزید وقت ضائع نہیں کروں گا۔ شب بخیر جبل ٹمین!
بالکل احمقانہ نظریات ہیں یہ! غلاموں سے کام لینے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ کوڑے مار کر ان سے زیادہ محنت کروائی جائے!
ہمم، مجھے اس پر اپنی کتاب میں لازمی لکھنا ہوگا۔
صرف استعمال رکھیت ہی تمام پیداوار کا واحد مقصد اور انتہا ہے۔ اور پیداوار کرنے والے کے مفاد پر صرف اسی حد تک توجہ دی جانی چاہیے جہاں تک صارف کے مفاد کو فروغ دینے کے لیے ضروری ہو... لیکن تجارتی نظام میں، صارف کے مفاد کو تقریباً ہمیشہ پیداوار کرنے والے کے مفاد پر قربان کر دیا جاتا ہے...
یہ صرف یہ دکھاتا ہے کہ مرکنٹیلسٹس کس طرح صرف مال بنانے والے تاجر کے مفاد کو ہی مقدم رکھتے ہیں۔ وہ خریدار یعنی کنزیومر کے مفاد کو بالکل یکسر نظر انداز کر دیتے ہیں۔
واہ! یہ محفل تو واقعی بہت زبردست رہی، دوستو!
ڈاکٹر سمتھ، مجھے امید ہے کہ آپ کی کتاب برطانیہ کو ان تجاوزات اور غصب کی جانے والی زیادتیوں کو چھوڑنے پر آمادہ کر سکے گی۔
مجھے ڈر ہے کہ یہ بہت دیر سے سامنے آئے گی، ڈاکٹر فرینکلن۔ لیکن معذرت کے ساتھ: مجھے اپنے اس نوجوان شاگرد کو واپس اس کی قیام گاہ پہنچانا ہے۔ میں آپ سے اجازت چاہتا ہوں، شب بخیر۔"
ڈاکٹر سمتھ، یہ نظام جسے آپ نے بجا طور پر 'کمینہ اور خبیث' کہا ہے، زیادہ دیر نہیں چل سکتا۔ یہ نوبت لڑائی جھگڑے تک پہنچ سکتی ہے۔"
کیا نوآبادیات کے لوگ اتنے نالاں/ناراض ہیں؟
خیر، وہ یقیناً خوش تو نہیں ہیں!

زندگی، دولت کی پیداوار اور نظامِ ہستی کا ایک زیادہ جامع اور بہتر نظریہ

اب ہم یہ جانیں گے کہ سمتھ ان ناکام نظریات کے بدلے میں کیا تجویز دے رہے ہیں!

تحقیقی مسودات

تو پھر، یہ والا حصہ آخر کس بارے میں ہے؟

7. مارکیٹ کے نظام کی برتری

اپنے بنیادی کاموں تک محدود رہنا، ہنری! دفاع، انصاف، اور تجارتی سہولت کے لیے چند عوامی کام اس کے بعد مارکیٹ کو آزادانہ کام کرنے دیں اور مقابلے کو ان کا نظام سنبھالنے دیں

سمتھ اور اس کا شاگرد اپنی قیام گاہ واپس آتے ہیں

وائی فائی نیٹ ورک: ایزی رائیڈ پاس ورڈ: COACH&84

ہمیں خام نظریات کی بنیاد پر تاجروں یا کسانوں کو بلاوجہ مراعات نہیں دینی چاہئیں۔ شہریوں کو آزاد چھوڑ دیں تاکہ وہ اپنے معاشی مفادات کا تعاقب کر سکیں۔ اس سے قومی دولت میں اضافہ ہوگا۔

پھر حکومت کا کردار کیا رہ جاتا ہے؟

سڑک کے ان تمام گڑھوں کے لیے معذرت، صاحبان!

لیجیے، ہم پہنچ گئے۔ میں آپ کو شب بخیر کہتا ہوں، ہنری۔

پس ترجیح یا پابندی کے تمام نظام ختم ہو جانے کے بعد، قدرتی آزادی کا واضح اور سادہ نظام خود بخود قائم ہو جاتا ہے۔ ہر شخص کو اپنے مفاد کا تعاقب اپنے طریقے سے کرنے کے لیے مکمل طور پر آزاد چھوڑ دیا جاتا ہے..."

خیر، وہ ایک ذہین انسان ہے!

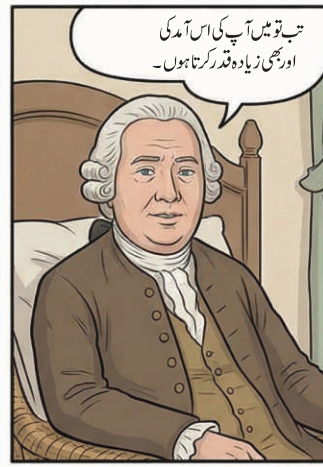
اس میں تو زیادہ وقت نہیں لگا...

وقفہ

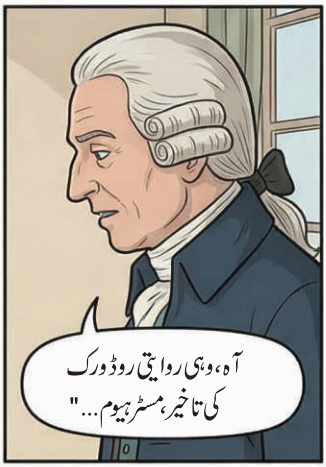
سمتھ ایڈنبرا میں اپنے فلسفی دوست ڈیوڈ ہیوم سے ملنے جاتے ہیں

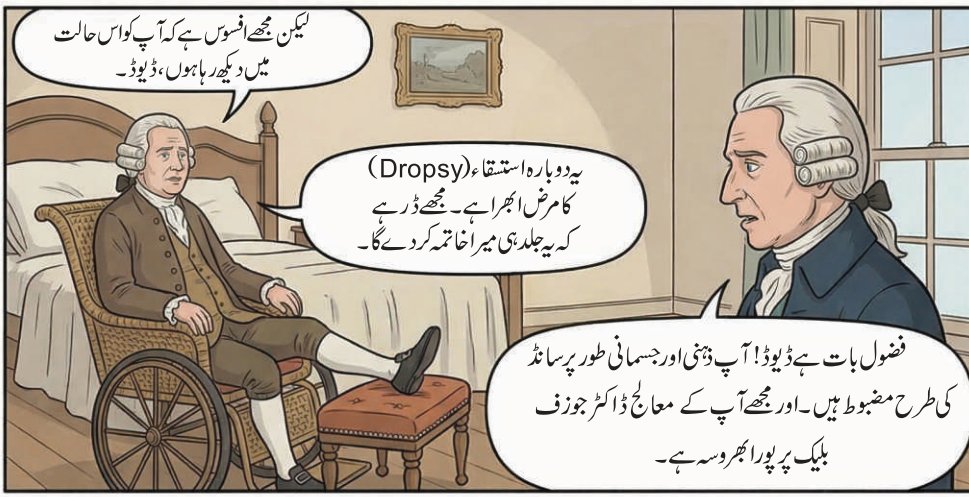












بلیک ان بہت سے دوستوں میں سے ایک ہیں جنہوں نے مجھ سے تشویش کا اظہار کیا ہے کہ آپ کی یہ...

"تحقیق (Inquiry) کتنا وقت لے رہی ہے۔"

آپ اس پر تقریباً 15 سال سے کام کر رہے ہیں۔

آہ، یہی بات مجھے اس طرف لاتی ہے کہ میں نے آپ کو کیوں بلایا۔

وہ کیسے؟

مجھے جوشوا رینالڈز، فرینکلن، فرگوسن، رابرٹ ایڈم، یہاں تک کہ لارڈ شیلبرن کے خطوط ملے ہیں جو شاید ایک دن وزیر اعظم بن جائیں۔"

Reynolds
Reynolds
Franklin

سبھی آپ کے اس کام کی اہمیت اور جلدی پر زور دے رہے ہیں۔ تاہم، مجھے شک ہے کہ کیا میں اسے پڑھنے کے لیے اتنی دیر زندہ رہوں گا!

سچ ہے، لیکن اس میں بہت سی تفصیلات کا احاطہ کرنا باقی ہے۔

ہاں، لیکن آپ نہیں چاہیں گے کہ حالات آپ سے آگے نکل جائیں یا کوئی اور مصنف آپ سے پہلے بازی لے جائے۔

میں ضرور کروں گا، میرے دوست۔ میں اپنی اس طویل محنت کا اختتام آپ کو دکھانے کا پابند ہوں۔ الوداع!

اختتام

میں اس سے زیادہ کی مانگ نہیں کر سکتا۔ دنیا کو آپ کی دانشمندی کی ضرورت ہے!

اپنے قلم کو پرواز دو، ایڈم!

خیر، میں آخری جلد (Book) پر ہوں، لیکن اگر آپ واقعی سمجھتے ہیں کہ یہ کام اتنا ہی عاجلانہ ہے، تو میں اسے جلد مکمل کرنے کی پوری کوشش کروں گا۔"

کتاب پنجم

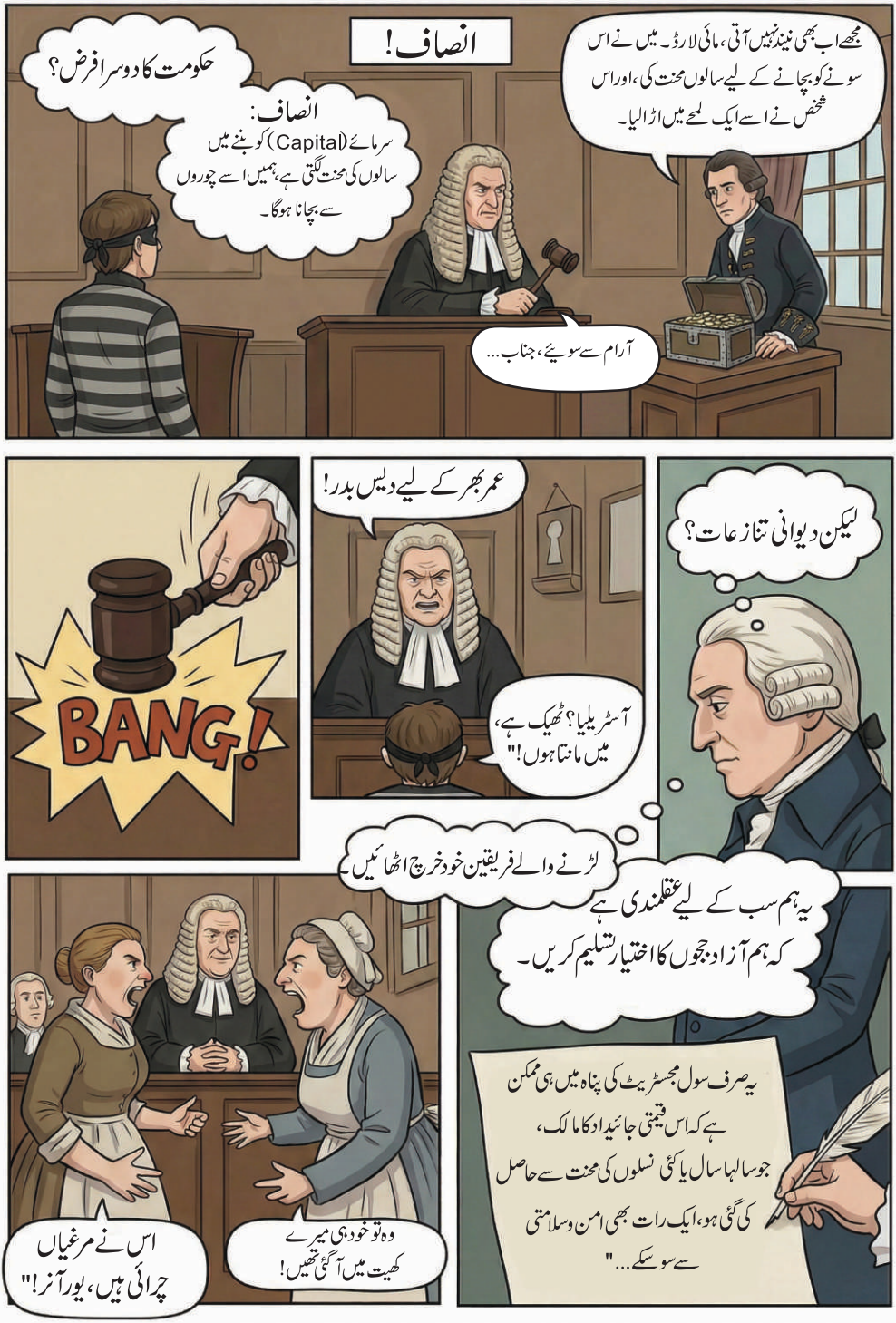
ریاست یا دولتِ مشترکہ کی آمدنی



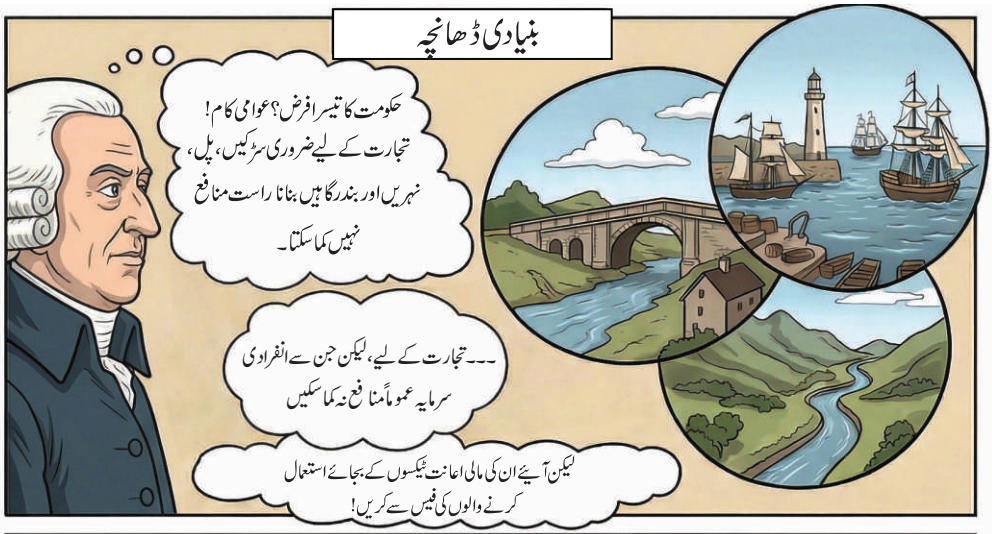
عوامی اخراجات

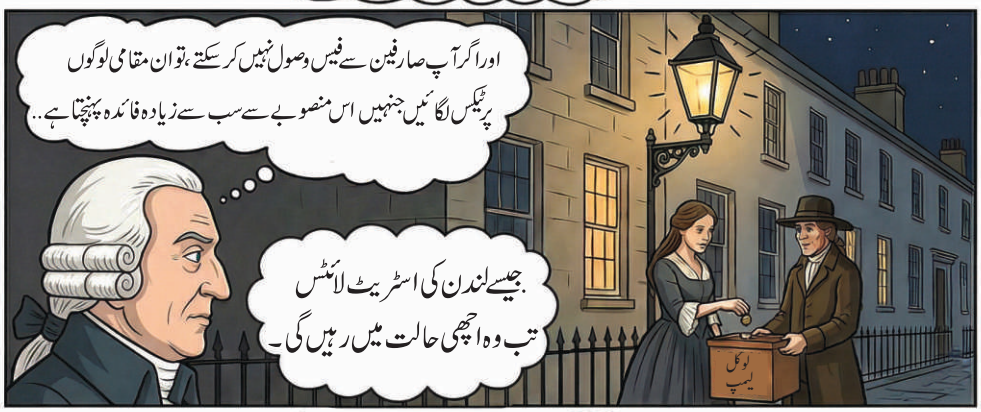
دفاع

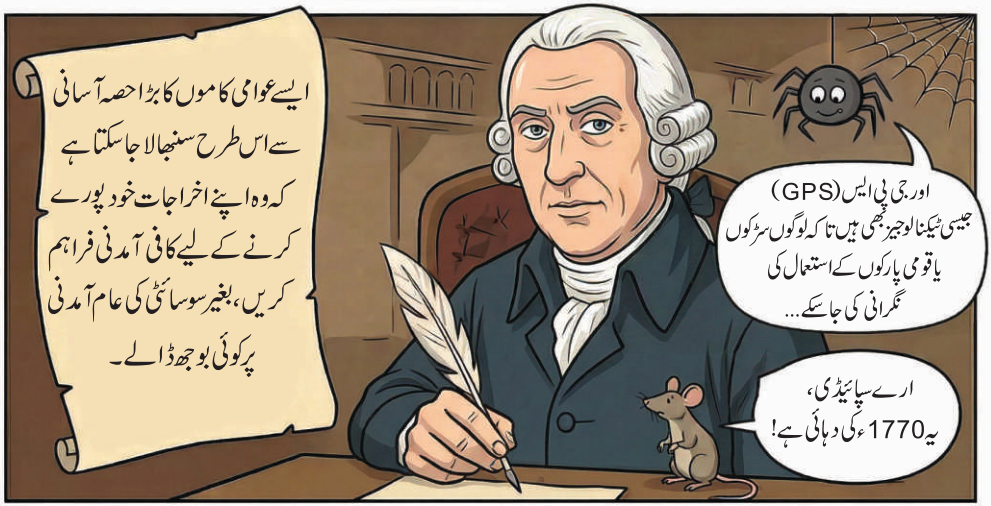



انصاف!
مجھے اب بھی نیند نہیں آتی، مائی لارڈ۔ میں نے اس سونے کو بچانے کے لیے سالوں محنت کی، اور اس شخص نے اسے ایک لمحے میں اڑا لیا۔
حکومت کا دوسرا فرض؟
انصاف:
سرمائے (Capital) کو بننے میں سالوں کی محنت لگتی ہے، ہمیں اسے چوروں سے بچانا ہوگا۔
آرام سے سوئیے، جناب...
لیکن دیوانی تنازعات؟
عمر بھر کے لیے دیس بدر!
آسٹریلیا؟ ٹھیک ہے، میں مانتا ہوں!"
BANG!
یہ ہم سب کے لیے عقلمندی ہے کہ ہم آزاد ججوں کا اختیار تسلیم کریں۔
لڑنے والے فریقین خود خرچ اٹھائیں۔
یہ صرف سول مجسٹریٹ کی پناہ میں ہی ممکن ہے کہ اس قیمتی جائیداد کا مالک، جو سالہا سال یا کئی نسلوں کی محنت سے حاصل کی گئی ہو، ایک رات بھی امن وسلامتی سے سو سکے..."
وہ تو خود ہی میرے کھیت میں آ گئی تھیں!
اس نے مرغیاں چرائی ہیں، یور آنر!"

بنیادی ڈھانچہ



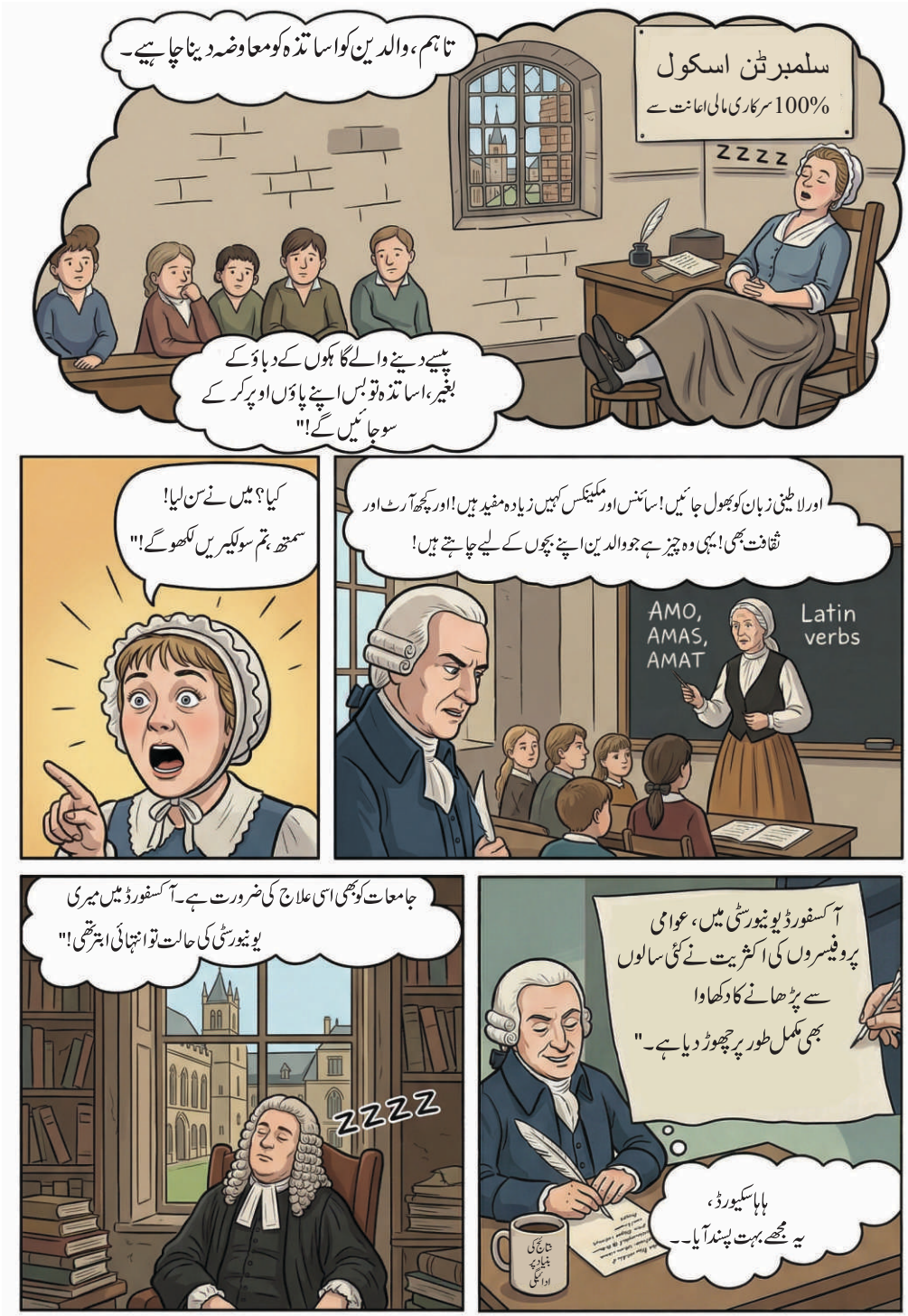





انگلستان
ہندوستان
تجارتی معاہدہ
جنگلی اور غیر تہذیب یافتہ شخص
مغرور انگریز احمق
(اگرچہ تاجروں پر ایک چھوٹا سا ٹیکس، جو سب سے زیادہ فائدہ اٹھاتے ہیں، مناسب لگتا ہے۔)"
جیسے وہ سفارت خانے جو ملک کی غیر ملکی تجارت میں مدد کرتے ہیں۔
صرف وہ قومی منصوبے جو سب کو فائدہ پہنچاتے ہیں، قومی ٹیکسوں سے ادا کیے جانے چاہئیں
لیکن اس کا غلط استعمال آسان ہے ..کڑی نگرانی کی ضرورت ہے!"
اب تو دولت ہی دولت ہے
اجارہ داری کا منافع
بندوقیں
اجارہ داری کا پروانہ
ایسٹ انڈیا کمپنی
منافع
گولہ بارود
£££
£££
شاید، جو کمپنیاں ہمارے لیے نئی منڈیاں کھولتی ہیں، انہیں ان کے خطرے کا ازالہ کرنے کے لیے عارضی تجارتی اجارہ داری یا پیٹنٹ دیا جانا چاہیے۔


تعلیم کی مالی اعانت
تعلیم سے بھی ہر ایک کو فائدہ ہوتا ہے۔ مزدوروں کو آگے بڑھنے کی ضرورت ہے، نہ کہ صرف پسنے کی۔"
SELF IMPROVEMENT
کیا سمتھ مارکس کے 'احساسِ بیگانگی' کا پہلے سے اندازہ لگا رہے ہیں؟ حیرت انگیز!
وہ انسان جس کی پوری زندگی چند سادہ افعال کی انجام دہی میں گزر جاتی ہے اسے اپنی سمجھ بوجھ کو استعمال کرنے کا کوئی موقع نہیں ملتا


اس لیے مجھے لگتا ہے کہ یہ حکومت کو ہی کرنا پڑے گا
لیکن مقامی اسکول کی عمارت کی ادائیگی کون کرے گا؟ مزدور تو زیادہ استطاعت نہیں رکھتے۔ا
تعمیراتی فنڈ


سلمبرٹن اسکول
100% سرکاری مالی اعانت سے
zzzz
تاہم، والدین کو اساتذہ کو معاوضہ دینا چاہیے۔
پیسے دینے والے گاہکوں کے دباؤ کے بغیر، اساتذہ تو بس اپنے پاؤں اوپر کر کے سو جائیں گے!"
اور لاطینی زبان کو بھول جائیں! سائنس اور مکینکس کہیں زیادہ مفید ہیں! اور کچھ آرٹ اور ثقافت بھی! یہی وہ چیز ہے جو والدین اپنے بچوں کے لیے چاہتے ہیں!
AMO, AMAS, AMAT
Latin verbs
کیا؟ میں نے سن لیا! سمتھ، تم سو لکیریں لکھو گے!"
آکسفورڈ یونیورسٹی میں، عوامی پروفیسروں کی اکثریت نے کئی سالوں سے پڑھانے کا دکھاوا بھی مکمل طور پر چھوڑ دیا ہے۔"
ہاہا سکیورڈ، یہ مجھے بہت پسند آیا۔۔
جامعات کو بھی اسی علاج کی ضرورت ہے۔ آکسفورڈ میں میری یونیورسٹی کی حالت تو انتہائی ابتر تھی!"
zzzz

دی مرکنٹائل ہیرالڈ اخبار

معاشیات کی ہر وہ خبر جو چھپنے کے لائق ہو

18 جون، 1776ء

آکسفورڈ میں ہلچل، ایڈم سمتھ کا کالجوں میں اصلاحات کا مطالبہ

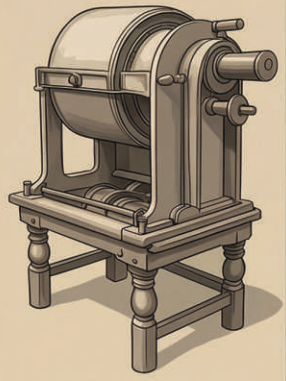
از جان کوئل (ایجوکیشن رپورٹر)

آکسفورڈ اسکاٹ لینڈ کے زبردست معاشی مفکر ایڈم سمتھ کے حملے سے لرز اٹھا ہے، جن کا کہنا ہے کہ چونکہ اساتذہ کو کام کرنے یا نہ کرنے پر یکساں تنخواہ ملتی ہے، اس لیے پروفیسروں کی اکثریت نے سالہا سال سے پڑھانے کا ڈھونگ رچانا بھی چھوڑ دیا ہے۔ اوچ!

سمتھ نے دی ڈوزی ڈان' میں کافی پر مجھے بتایا کہ کالج طلبا کے فائدے کے لیے نہیں بلکہ اساتذہ کی آسائش کے لیے قائم کیے گئے ہیں۔ بورنگہم کالج میں پروفیسر میکس بلینک ملکہ این کے دور سے تعینات ہیں اور جارج دوم کے بعد سے کوئی لیکچر نہیں دیا!"

پروفیسروں کو کارکردگی سے مشروط تنخواہ کے تصور سے مرچیں لگی ہیں۔ پروفیسر اسٹین ڈینبورنے پوچھا: 'کیا مجھے خطابت پڑھانے کے لیے مداریوں کی طرح ناچنا پڑے گا؟' تاہم دی سلیپی اس ???ر' میں جوا کھیلتے طلبا نے اس خیال کو سراہا اور کہا کہ ہمیں لاطینی گرائمر کے بجائے مارکیٹ، سائنس اور مکینکس سیکھنی ہے۔"

آکسفورڈ کے چانسلر دوپہر کی شراب کے نشے میں سو رہے تھے، تاہم ان کے نائب نے بتایا: 'پارلیمنٹ میں ہمارے بہت سے دوست ہیں، وہ اس نو آموز ماہرِ معاشیات کو سبق سکھا دیں گے۔



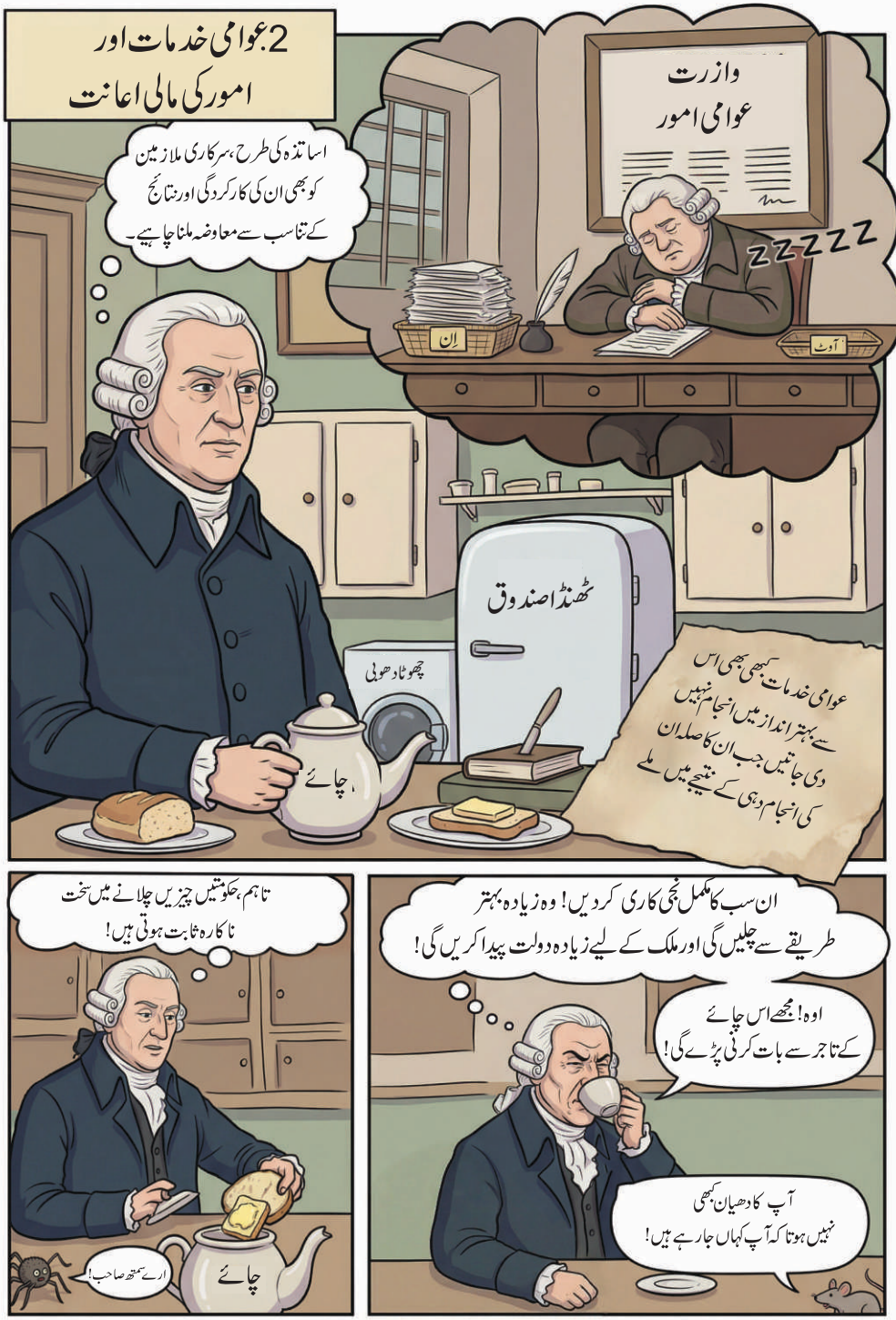
کراپرز مکینیکل وگ کلیننگ مشین—

یدفیشن ایبل حضرات کے لیے! اپنی وگ کو دھول اور کیڑوں سے پاک رکھیں۔ قیمت: £1 یا 6 پینس ماہانہ کرائے پر۔"

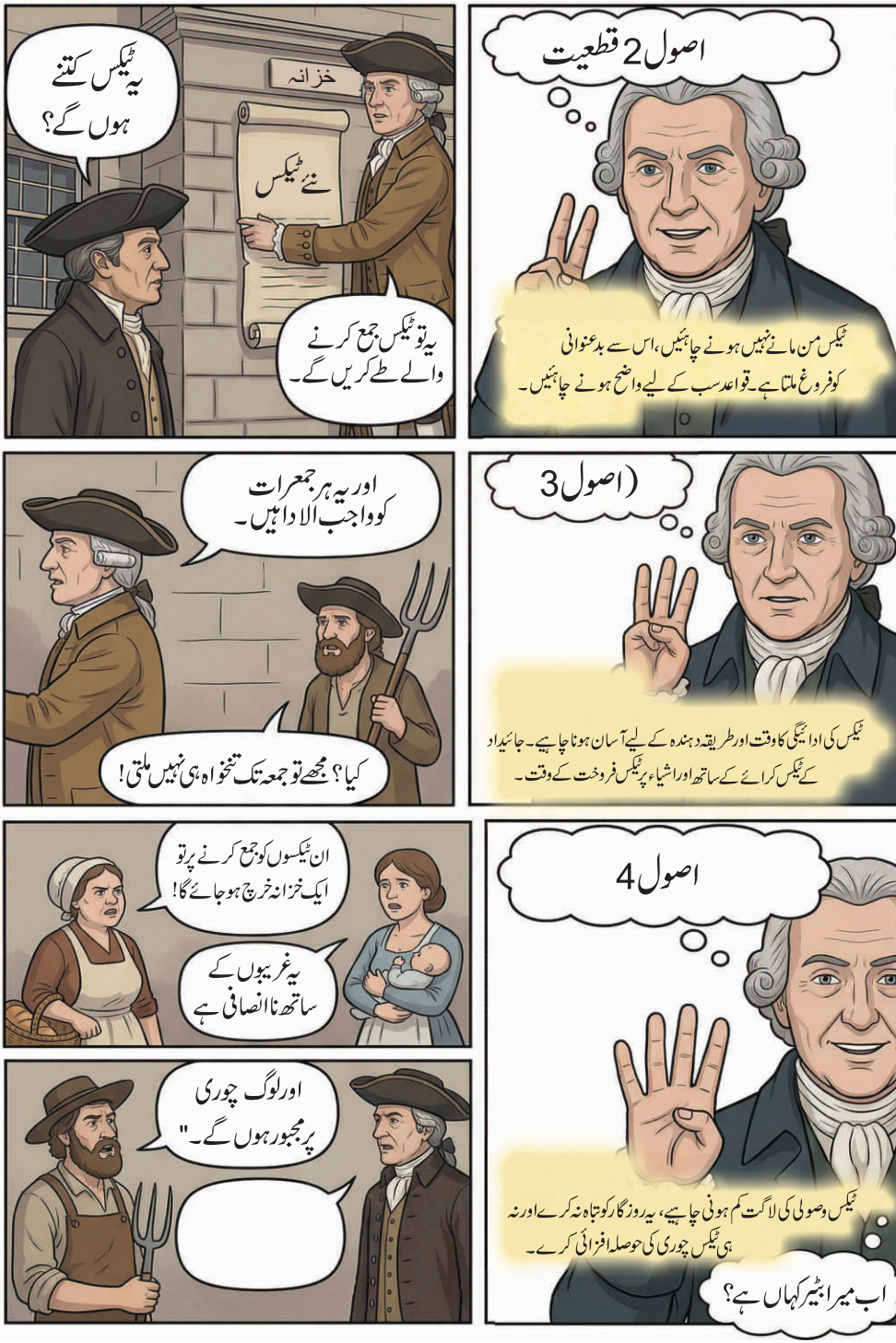


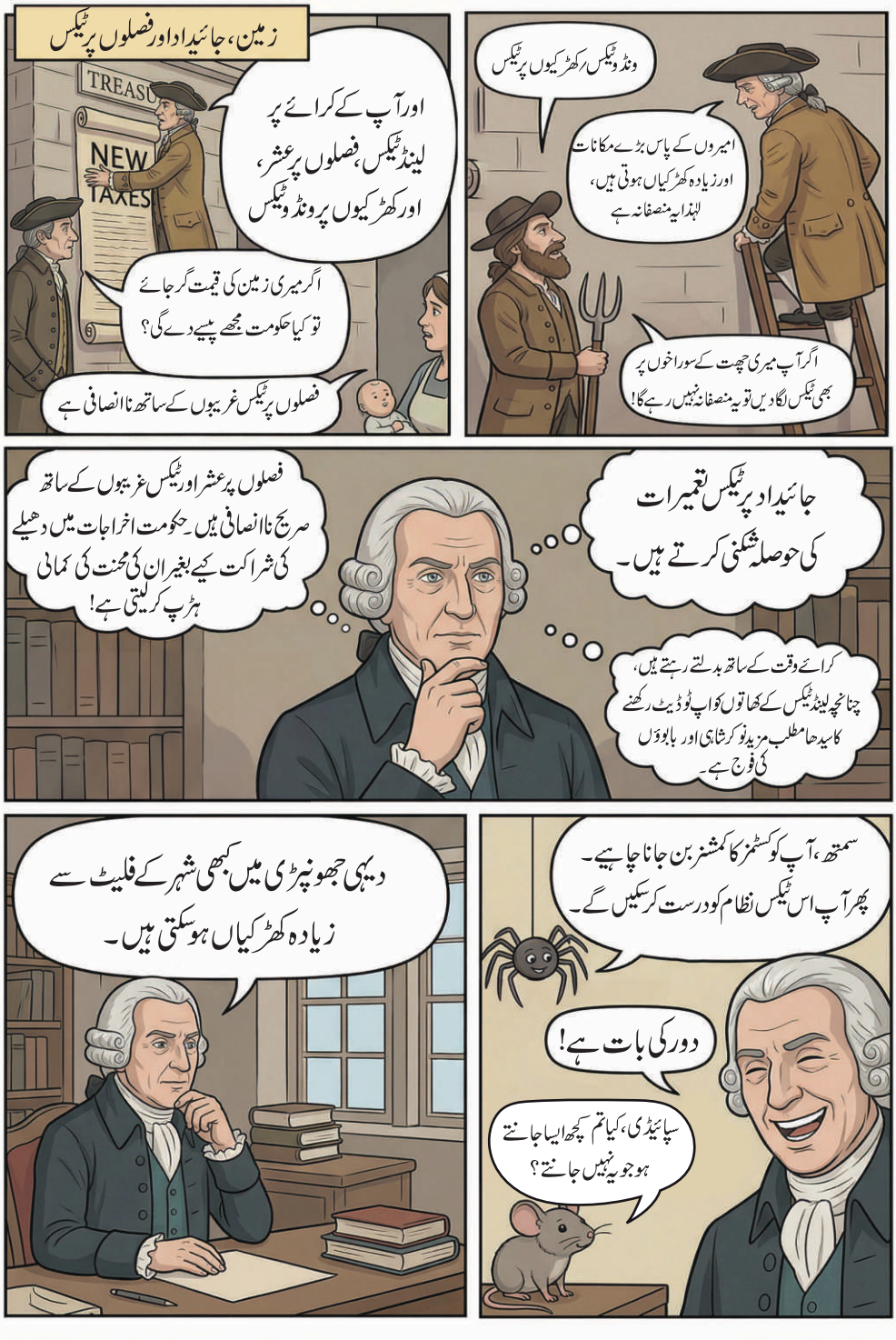
ڈاکٹر فوسٹر کا ایکسیر —

افسردگی اور ملال کے خاتمے کے لیے! خوارق العادہ جڑی بوٹیوں سے تیار کردہ۔ قیمت: 6 پینس فی بوتل۔


2.عوامی خدمات اور
امور کی مالی اعانت
وزارت
عوامی امور
اساتذہ کی طرح، سرکاری ملازمین
کو بھی ان کی کارکردگی اور نتائج
کے تناسب سے معاوضہ ملنا چاہیے۔
ZZZZZ
اِن
آؤٹ
ٹھنڈا صندوق
چھوٹا دھوبی
چائے
عوامی خدمات کبھی بھی اس
سے بہتر انداز میں انجام نہیں
دی جاتیں جب ان کا صلہ ان
کی انجام دہی کے نتیجے میں ملے
ان سب کا مکمل نجی کاری کر دیں! وہ زیادہ بہتر
طریقے سے چلیں گی اور ملک کے لیے زیادہ دولت پیدا کریں گی!
اوہ! مجھے اس چائے
کے تاجر سے بات کرنی پڑے گی!
آپ کا دھیان کبھی
نہیں ہوتا کہ آپ کہاں جا رہے ہیں!
تاہم، حکومتیں چیزیں چلانے میں سخت
ناکارہ ثابت ہوتی ہیں!
چائے
ارے سمتھ صاحب!


ٹیکسیشن
ٹیکسیشن کے ۴ بنیادی اصول
خزانہ
نئے ٹیکس
یہ سب ہنگامہ آخر کس لیے ہے؟
حکم کے تحت، اب وگ پاؤڈر ٹیکس، خوشبودار موم بتی ٹیکس، نمک کے متبادل پر ٹیکس اور سانس لینے پر ٹیکس عائد کیا گیا ہے تمام کل واجب الادا تھے۔"
خزانہ
نئے ٹیکس
اس لیے ہمیں اس بات کو یقینی بنا کر شہریوں کا تحفظ کرنا چاہیے کہ تمام ٹیکس بااصول اور عقل پر مبنی ہوں۔
دنیا میں کوئی ایسا فن نہیں جسے ایک حکومت دوسری حکومت سے اتنی جلدی سیکھتی ہو جتنا کہ لوگوں کی جیبوں سے پیسہ نکالنے کا فن۔
نئے ٹیکس
کیا؟ یہ تمام احمقانہ خیالات ہیں!
بھائی، بوہیمیا میں بھی تو یہ تمام ٹیکس رائج ہیں۔
اصول 1- تناسب
لوگوں کو ریاست کی طرف سے ملنے والی تحفظ کی سہولیات کے تناسب سے ٹیکس ادا کرنا چاہیے۔
خزانہ
نئے ٹیکس
فکر نہ کریں، یہ چھوٹے ٹیکس ہیں۔ جب تک آپ امیر نہ ہوں آپ کو محسوس نہیں ہوں گے
حکومت سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ ہماری حفاظت کرے، ہم سے چوری نہ کرے!


اصول 2 قطعیت
ٹیکس من مانے نہیں ہونے چاہئیں، اس سے بدعنوانی کو فروغ ملتا ہے۔ قواعد سب کے لیے واضح ہونے چاہئیں۔
خزانہ
نئے ٹیکس
یہ ٹیکس کتنے ہوں گے؟
یہ تو ٹیکس جمع کرنے والے طے کریں گے۔
اصول 3
ٹیکس کی ادائیگی کا وقت اور طریقہ دہندہ کے لیے آسان ہونا چاہیے۔ جائیداد کے ٹیکس کرائے کے ساتھ اور اشیاء پر ٹیکس فروخت کے وقت۔
اور یہ ہر جمعرات کو واجب الادا ہیں۔
کیا؟ مجھے تو جمعہ تک تنخواہ ہی نہیں ملتی!
اصول 4
ٹیکس وصولی کی لاگت کم ہونی چاہیے، یہ روزگار کو تباہ نہ کرے اور نہ ہی ٹیکس چوری کی حوصلہ افزائی کرے۔
اب میرا بٹیر کہاں ہے؟
ان ٹیکسوں کو جمع کرنے پر تو ایک خزانہ خرچ ہو جائے گا!
یہ غریبوں کے ساتھ ناانصافی ہے
اور لوگ چوری پر مجبور ہوں گے۔"


زمین، جائیداد اور فصلوں پر ٹیکس
TREASU
NEW
TAXES
اور آپ کے کرائے پر
لینڈ ٹیکس، فصلوں پر عشر،
اور کھڑکیوں پر ونڈو ٹیکس
اگر میری زمین کی قیمت گر جائے
تو کیا حکومت مجھے پیسے دے گی؟
فصلوں پر ٹیکس غریبوں کے ساتھ ناانصافی ہے
ونڈو ٹیکس رکھڑکیوں پر ٹیکس
امیروں کے پاس بڑے مکانات
اور زیادہ کھڑکیاں ہوتی ہیں،
لہٰذا یہ منصفانہ ہے
اگر آپ میری چھت کے سوراخوں پر
بھی ٹیکس لگا دیں تو یہ منصفانہ نہیں رہے گا!
جائیداد پر ٹیکس تعمیرات
کی حوصلہ شکنی کرتے ہیں۔
فصلوں پر عشر اور ٹیکس غریبوں کے ساتھ
صریح ناانصافی ہیں۔ حکومت اخراجات میں دھیلے
کی شراکت کیے بغیر ان کی محنت کی کمائی
ہڑپ کر لیتی ہے!
کرائے وقت کے ساتھ بدلتے رہتے ہیں،
چنانچہ لینڈ ٹیکس کے کھاتوں کو اپ ٹو ڈیٹ رکھنے
کا سیدھا مطلب مزید نوکر شاہی اور بابوؤں
کی فوج ہے۔
سمتھ، آپ کو کسٹمز کا کمشنر بن جانا چاہیے۔
پھر آپ اس ٹیکس نظام کو درست کر سکیں گے۔
دور کی بات ہے!
سپائیڈی، کیا تم کچھ ایسا جانتے
ہو جو یہ نہیں جانتے؟
دیہی جھونپڑی میں کبھی شہر کے فلیٹ سے
زیادہ کھڑکیاں ہو سکتی ہیں۔

سرمائے، منافع اور ویلتھ پر ٹیکس

مزید ٹیکس

NT

اور یہ نیا تماشا کیا ہے؟

سرمائے، منافع، روزگار اور مجموعی دولت پر ٹیکس۔ فکر نہ کریں، صرف امیر ہی یہ ٹیکس دیں گے۔

مزید ٹیکس

یہ جھوٹ ہے! مجھے اپنی قیمتیں بڑھانی پڑیں گی، لہٰذا بالآخر میرے تمام گاہک ہی یہ ٹیکس دیں گے!

ویلتھ ٹیکس؟ میری آمدنی تو اوپر نیچے ہوتی رہتی ہے! آپ مجھ سے اس پیسے پر ٹیکس لیں گے جو میرے پاس ہے ہی نہیں!

ہمیں کاروبار بڑھانے کے لیے سرمائے کی ضرورت ہے، اور آپ ٹیکس کے ذریعے اسے نچوڑ رہے ہیں!

میں اپنا کاروبار ہالینڈ منتقل کر رہا ہوں!

ہاں، کاروبار میں خطرہ ہوتا ہے۔ ان پر ٹیکس لگانے کا مطلب ہے کہ انہیں قیمتیں بڑھانی پڑیں گی۔

"ہا، ہا، ہا!"

مزید ٹیکس

Ha, ha, ha!

سرمائے پر ٹیکس کاروبار کو اس سرمائے سے محروم کر دیتا ہے جس کی اسے ضرورت ہے۔"

سرمائے کا مالک بنیادی طور پر عالمی شہری ہوتا ہے... وہ اس ملک کو چھوڑنے کے لیے تیار ہو جائے گا جہاں اسے تنگ کیا جائے گا اور اپنا سرمایہ دوسرے ملک منتقل کر لے گا

WEALTH CAN WALK

3. سرکاری قرضے

نئے محل کی تعمیر میں تاخیر کیوں؟

شاندار! آرڈر دگنا کر دو!

اُدھار لینے کا طریقہ

عوام ٹیکسوں کے خلاف ہے، لیکن نیا طریقہ یہ ہے کہ ہم ٹیکس بڑھانے کے بجائے قرض لے لیتے ہیں۔

حکومتی قرضوں کی وجہ سے شرحِ سود آسمان پر ہے، کاروباری ضرورت کے لیے بچت کم پڑ رہی ہے۔

تو ہمیں پرانے طریقوں پر ہی گزارا کرنا پڑے گا؟

حکومت ہماری پیداواری سرمائے کو کھا رہی ہے۔

مس وائز پینی، مجھے کاروبار پھیلانے کے لیے نئی مشینری خریدنی ہے، اس کے لیے قرض چاہیے

بعد ازاں بینک کے اندر

میرا خیال ہے کہ حکومت کو بڑے معرکوں، جیسے کہ جنگوں کے لیے تو قرض لینا ہی پڑتا ہوگا۔



اگر حکومت قرض نہ لے سکتی اور ٹیکس بڑھانا پڑتا، تو جنگیں اتنی مقبول نہ ہوتیں۔"

اور اتنی زیادہ بھی نہ ہوتیں مس وائز پینی

اور میں شک کرتی ہوں کہ حکومت کبھی اپنا قرضہ پورا ادا کرے گی۔

ہا! آپ اس بات کا پورا یقین رکھ سکتے ہیں، مسٹر گڈورتھ۔

4.عمومی قرضے کے خطرات اور نوآبادیات کا بوجھ





نوآبادیاں، ہنری، سلطنت کا صرف ایک دکھاوے کا نمائش ہوتی ہیں۔ ان کے بھاری اخراجات کے بغیر ہم قرض سے مکمل پاک ہوتے۔

پھر ہمیں انہیں چھوڑ دینا چاہیے اور اپنی حد میں رہنا چاہیے۔

نوآبادیات جیسی فضول خرچیوں کے لیے قرضہ لینا ہر اس ملک کو کمزور کر دیتا ہے جو ایسا کرتا ہے۔

لیکن ہم اب بھی اپنی نوآبادیات کا خرچ اٹھا سکتے ہیں۔

NEW FRANCE
SPAIN
BRITAIN
FRANCE
PORTUGAL

نہیں ہنری، ایک اور مہنگی جنگ ہمیں تباہ کر دے گی۔ اور ممکن ہے کہ جلد ہی امریکی نوآبادیات کے ساتھ ہماری نوبت لڑائی جھگڑے تک پہنچ جائے۔

امن اور کم ٹیکس

کسی ریاست کو پست ترین بربریت سے ترقی کے اعلیٰ ترین مقام تک لے جانے کے لیے امن، آسان ٹیکس اور انصاف کے معقول نظام کے علاوہ کسی اور چیز کی ضرورت نہیں ہوتی: باقی تمام ترقی؟ قدرتی بہاؤ سے خود بخود حاصل ہو جاتی ہے۔

اختتام

جیسا کہ ہر ایک کو کرنا چاہیے۔ بہت خوب ہنری، مجھے لگتا ہے کہ آپ نے ہمارے اس ساتھ میں بہت سی قیمتی باتیں سیکھی ہیں۔

اور میرے دل میں آپ کے لیے زندگی بھر کا احسان رہے گا، ڈاکٹر سمتھ!

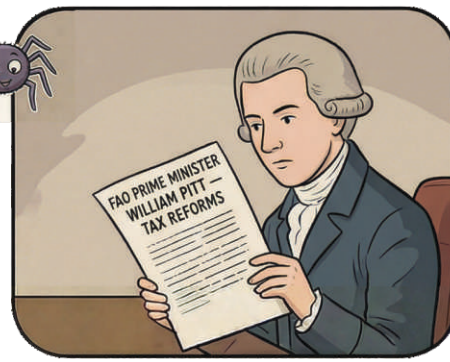
اختتامیہ



انعام کے طور پر سمتھ کو ایک بھاری تنخواہ والا سرکاری عہدہ
کمشنر آف کسٹمز — دیا گیا۔ توقع یہ تھی کہ وہ صرف پیسے جیب میں ڈالیں گے اور آرام کریں گے۔ لیکن انہوں نے واقعی کام کیا اور روزانہ باقاعدگی سے دفتر گئے۔



ایڈم سمتھ نے دی ویلتھ آف نیشنز مکمل کی اور ڈیوڈ ہیوم وفات سے قبل اسے پڑھ سکے۔ اسے ہر ایک کی طرف سے شاندار پذیرائی ملی، اور اس نے جدید معاشیات کا سفر شروع کیا۔



انہوں نے وزیر اعظم ولیم پٹ دی ینگر کے لیے ٹیکس اور تجارتی اصلاحات کی پالیسیاں بھی لکھیں۔



انہوں نے ایڈنبرا میں ایک خوبصورت بڑا مکان خریدا جہاں وہ دوستوں کے ساتھ علمی محفلیں جماتے تھے۔



لیکن وہ اپنی تحریروں کے ذریعے ہمیشہ زندہ ہیں۔
خاص طور پر دی ویلتھ آف نیشنز،
جو انسانی تہذیب کی عظیم ترین تخلیقات میں سے ایک ہے۔



کہا جاتا ہے کہ اپنے دوستوں کے ساتھ ایک علمی شام کو انہوں نے تھکن محسوس کی اور کہا: "دوستو، ہمیں یہ گفتگو کسی دوسری جگہ جاری رکھنی ہوگی۔" وہ بستر پر گئے اور اس کے کچھ ہی عرصے بعد انتقال کر گئے۔

کتاب، ادارہ اور قلم کار



کتاب کا خلاصہ

دولتِ اقوام گرافک ناول معروف ماہرِ معاشیات ایمون بٹلر کی ایک دلچسپ اور عام فہم پیشکش ہے، جو ایڈم اسمتھ کے معاشی تصورات کو تصویری اور مکالماتی انداز میں قارئین تک پہنچاتی ہے۔

یہ کتاب بتاتی ہے کہ آزاد منڈی، رضا کارانہ تبادلہ، محنت، تخصص، تجارت، مسابقت اور محفوظ حقوقِ ملکیت کس طرح معاشی خوشحالی اور ترقی کی بنیاد بنتے ہیں۔ پیچیدہ معاشی تصورات کو سادہ، دلچسپ اور بصری انداز میں پیش کرتے ہوئے یہ کتاب بالخصوص طلبہ، نوجوانوں اور ان تمام قارئین کے لیے مفید ہے جو یہ سمجھنا چاہتے ہیں کہ آزاد معیشت کس طرح لوگوں کے لیے مواقع پیدا کرتی اور معاشرے کی مجموعی خوشحالی میں کردار ادا کرتی ہے۔

فریڈم گیٹ پراسپیریٹی (FGP)

فریڈم گیٹ پراسپیریٹی ((FGP پاکستان میں قائم ایک غیر منافع بخش ادارہ ہے جو معاشی خوشحالی، بہتر طرزِ حکمرانی، موسمیاتی اقدامات، نوجوانوں اور خواتین کی بااختیاری، مہارتوں کے فروغ اور شہری شمولیت کے لیے کام کرتا ہے۔

FGP تحقیق، مکالمے، تعلیم، ڈیجیٹل جدت اور عملی اقدامات کے ذریعے ایک ایسے پاکستان کے فروغ کے لیے کوشاں ہے جہاں افراد کو آگے بڑھنے، اپنی صلاحیتیں بروئے کار لانے اور معاشی و سماجی ترقی میں مؤثر کردار ادا کرنے کے بہتر مواقع میسر ہوں۔

اس اردو ایڈیشن کی اشاعت کا مقصد معاشی تصورات اور آزاد معاشرے کے بنیادی اصولوں کو اردو قارئین، بالخصوص نوجوانوں اور طلبہ، تک ایک آسان اور دلچسپ انداز میں پہنچانا ہے۔

مصنف: ایمون بٹلر (Eamonn Butler)



ایمون بٹلر لندن میں قائم ایڈم اسمتھ انسٹی ٹیوٹ (Adam Smith Institute) کے شریک بانی ہیں۔ وہ معاشیات اور معاشی پالیسی کے موضوعات پر متعدد معروف اور تعارفی کتب کے مصنف ہیں، جن میں Adam Smith – A Primer اور The Condensed Wealth of Nations بھی شامل ہیں۔

ان کی تحریروں کا بنیادی محور آزاد معیشت، انفرادی آزادی اور معاشی تصورات کو عام فہم انداز میں قارئین تک پہنچانا ہے۔

مترجم: شفقت عزیز ملک (Shafqat Aziz Mallick)



شفقت عزیز ملک پالیسی ڈویلپمنٹ اور اسٹریٹیجک بیانیہ سازی کے سینئر مشیر ہیں اور اسلام آباد میں مقیم ہیں۔ وہ اس وقت فریڈم گیٹ پراسپیریٹی (FGP) میں اسٹریٹیجک پالیسی ایڈوائزر کی حیثیت سے خدمات انجام دے رہے ہیں۔

ترقیاتی شعبے، پالیسی اصلاحات اور موسمیاتی تبدیلی کے اثرات سے نمٹنے کے حوالے سے وہ وسیع تجربہ رکھتے ہیں۔ ان کے کام کا خاص محور پیچیدہ نظامی مسائل اور خطرات کو قابلِ عمل پالیسی اور مؤثر وکالت میں ڈھالنا رہا ہے۔ ان کی کتاب Before the Valley Drowns پاکستان کے سیاسی، ماحولیاتی اور انتظامی نظام سے متعلق ان کے گہرے عملی اور زمینی تجربے کی عکاس ہے۔

www.fgp.org.pk

@FreedomGateProsperity

9 786277 991128

ISBN: 978-627-7991-12-8